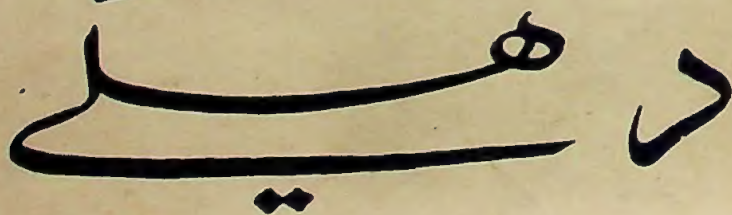




JUNE  
1961



ایڈیٹر: گورکھ ناتھ نندہ

As. -9-



JUNE  
1881



چند سالانہ  
سات روپے  
7/-



ایڈیٹر  
گورکھ ناتھ  
تندہ

مالک غیر سے  
نور روپے  
9/-

# فہرست مضامین جون ۱۹۶۱ء

قیمت فی پرچہ  
56  
تئے پیسے

نمبر شمار	نام مضمون	صاحب مضمون	نمبر صفحہ
۱	پر ارکھنا		۲
۲	شرم اور گیان	شری سنت ہری سنگھ جی	۳
۳	مناجات	ادھوت سا لگرام جی	۸
۴	سنت رید اس جی	ایڈیٹر	۹
۵	لطف	نوبت رائے جی شرح	۱۲
۶	پیشہ و زندگی	شری بھاگ بل جی ساہنی	۱۳
۷	اے کہاں دیکھا	شری جگن ناتھ جی کھنہ بی آئی ٹی	۱۴
۸	ہر شیوں کے وسیلہ گیت	شری فتح چند جی نسیم	۱۷
۹	وہ کیا ہی سنے تھا	شکھ کے سنار کو لگا کر گانگ (غزل) شری امر چند جی تمپس	۱۹
۱۰	اوم کا حلقہ ست سنگ	شری دیوان پنڈی داس جی پوڑہ بی۔ اے	۲۰
۱۱	آج کی بات	شری کوئی لوک ناتھ جی دل	۲۲
۱۲	بھگت لا کھا جی	ایڈیٹر	۲۴
۱۳	ابدی سکھ	رر سوامی پری پور ناتھ جی پورن	۲۵
۱۴	بھگت نیلامبر داس	ایڈیٹر	۲۶
۱۵	فہرست	شری ساجن بھارتی جی	۲۹
۱۶	بھگت چندی داس	شری رلیا رام شاہ	۳۰
۱۷	عاشق روحانی	شری ہما ناتھ ست رام جی	۳۳
۱۸	سچا عاشق	شری ہما ناتھ شہنشاہ جی	۳۴
۱۹	مغربی بات	شری حکیم نند لال جی پوری	۳۶
۲۰	ان لوگوں کی بستی (دظلم)	شری ناز سونی بیت	۳۵
۲۱	زندگی اور موت سے سوال کا حل	شری کرپارام جی ساہنی بی اے	۳۶

ایہ تمام شری گورکھ ناتھ تندہ ایڈیٹر دیر دیر اور شری برہمانندی داس پرنٹر و پبلشر کھنہ بھوپر بس چاڈری بازار دہلی میں چھپا اور  
دفتر رسالہ 'اوم' اندرون جمہوری گیت دہلی - ۶ سے شائع ہوا



# پیرارکھنا

کہ نہ موڑوں مکھ کبھی اُس سے مین چاہے مگر کوئی اتار  
وہ فراخ دل شیش کا گھڑی بھر مجھے بھرا دھار دے  
میرے دل سے نکلے سدا دغا چاہے کشت کوئی نہ ار دے  
میری عمر خدمتِ خلق میں میرے الشور تو گزار دے  
جہاں پیر ہوں ربوں مست میں مجھے ایسا صبر قرار دے  
جلوں غم میں اُن کے یں سطر ح کہ نہ خاک تک بھی بخار دے  
نہ کہیں مجھے میرا آتما ہی یہ شرم لیل نہار دے  
کہ وہ چند روزہ حیات کو تیری یاد میں ہی گزار دے

مجھے دھرم وید سے الشور سدا اس طرح کا یاد دے  
وہ کیلچہ رام کو بودیا وہ جگر جو بدھ کو عطا کیا  
نہ ہو شمنو سے مجھے نکلے کرد میں بدی کی جگہ بھلا  
نہیں مجھ کو خواہش مرتبہ نہ ہے مال و زر کی ہوس مجھے  
نہ تپسی کا مرتبہ دیکھ کر جلے دل میں زار حسد کبھی  
مجھے پرانی ماتریکھوا سٹے کر دے سوزِ دل وہ عطا کیا  
میری ایسی زندگی ہو بسر کہ ہوں سرخ و تیرے سامنے  
ہے پریم کی یہی کامنا ہی ایک اس کی ہے آرزو

مجھے عشق میں اپنے شیدا بنا  
ریوں یاد تیری میں ہر صبح و شام  
یہ فکر ہائے دُنا جو ہیں بسکہ طول  
عدوانِ خمسہ سے پہچو بجا  
تصکا ماندہ از بس میں ہوں یا اللہ  
مقابل میں دشمن لگائے میں گھات  
نہیں چین آتا مجھے ایک آن  
بحالتِ تذبذب پریشان ہوں  
شرارت سے اس نفس بد کے بچا  
ڈریں ادلیا ہم ز فکر لیں  
مے کھاتا غذا خون دل کی میری  
ہیٹانہ یہ صد پیش لاتا ہے تب  
نہ دل کی میری بات ہے ماننا  
ہوئی تلخ ہستی ہے اس سے مری

خدا یا! یہ میری تو سن التجا  
سوا یاد تیری نہ ہو اور کام  
حلاوت دے ایسی کہ بس جاؤں بھول  
لگاہِ تلمطف سے مجھ کو خدا  
غریب الوطن ہوں غم کردہ راہ  
نہ ہمراہ رفیق ہے کوئی میرے ساتھ  
سماتے یہ ہیں ذمبدم میری جان  
کروں کیا الہی! میں حیران ہوں  
تو کر رحم حالت یہ میری خدا  
یہ درپردہ کرتا لبسا مجھ سے کیں  
یہ مار سیاہ آستیں کا میری  
عزم نیک کرتا ہوں میں دلمتِ جب  
یہ امروز فردا پہ سے بالنتا!  
یہ اپنی کرے ہے نہ مانے مری

کرد دستگیری میری یا خدا  
رہوں تا حضوری میں تیری سدا



# کرم اور گیان

(از شری سنت ہری سنگھ جی ہاراج ۱۱/۶۔ ایٹ پٹل نگر نئی دہلی)

”پھل کارن پھولی بن راے۔ پھل پا کے توں پھول بلاے  
گیانے کارن کرم ابھیا س۔ گیان بھیا توں کرم میں ناس“ (گوربانی)

دھرم گرتھوں میں کرم پھل سے گیان کا پھل چونکہ بہت ادھک مانا گیا ہے۔ اس لئے کرم کی نسبت گیان کو بہت ہتھو حاصل ہے۔ اس بات کو دکھانے کے لئے یہ نیچے کی اکھیاں گیان کی جاتی ہے۔ چھاند گیکہ اپنشد میں راجہ جان شرقی کا ذکر آیا ہے۔ اپنشد بتلاتی ہے کہ راجہ جان شرقی بہا دانی ادا اور دھرم اتا تھا۔ اُس نے غریب عریا کے تائیں دان کرم کی وجہ سے نیز اپنی ادا رتا کے سبب لوگ میں کافی پیش پراپت کیا تھا۔ اُس کے ہاں دان کرنے کے لئے بہت سا انا روزانہ لپکایا جاتا تھا۔ اُس نے اسی آٹے سے کہ سب یا تری اُس کا ہی اہنہ کھا دیں۔ جگہ جگہ دھرم شالائیں ادا کرنا اس استقام بنوا دیئے تھے۔ اس سے اُس کا یہ مطلب تھا کہ اُن دھرم شالاؤں میں نواس کرنے والے لوگ اُس کا ہی انا بھوجن کریں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب راجہ گرمی کے موسم میں شام کے وقت اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا تو اُس نے دیکھا کہ ہنس اڑتے ہوئے اُس کے محل کے اوپر سے گزرے ہیں اور آپس میں اس طرح بات چیت کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک ہنس نے دوسرے سے کہا۔ ارے دیکھ راجہ جان شرقی کا تیج سورگ لوگ کے سمان تمام طرف پھیل رہا ہے۔ تو اُسے مت چھو ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے بھسم کر دیوے۔ ناظرین اس میں تعجب نہ کرنا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا بھلا کبھی پکھشی بھی آدمیوں کی طرح بات چیت کیا کرتے ہیں جسے راجہ جان شرقی نے سنا۔ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ پکھشی کوئی ریشی ہوں یا دیوتا۔ وہ جان شرقی راجہ کے گنوں سے سنتشٹ ہو کر اُسے کچھ سکھنا دینے کی غرض سے ہی ہنس کے روپ میں اُس کے محل کے اوپر سے گزرے تھے اور بات چیت بھی آپس میں ہی دوری پر سے کرتے تھے کہ جسے راجہ بخوبی سن پاوے۔ شائد اس غرض سے ہی اُن کا انا ہوا تھا کہ اتنے یہاں دان کرم سے راجہ کے من میں ابھیمان اُٹھن نہ ہو جاوے کیونکہ نیک کام کرتے ہوئے ابھیمان کے بھی اداے ہو جانے کی سمجھا دنا ہو سکتی ہے۔ اس لئے راجہ کے بھی اُس ابنکار کا انکو رہ پیدا نہ ہو جاوے۔ وہ آسے اپدیش دینے کے لئے اُس کے نزدیک ظاہر ہوئے تھے۔

اس طرح جب اڑتے ہوئے اگلے ہنس پکھشی سے پچھلے ہنس نے کہا تو اُسے سُر کر دہ بولا۔ ارے تو کس ہتھو کو ایگر اس راجہ کی اس طرح استستی کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے تو شائد اُس کا رسی دان ریک کو نہیں جانتا جس کے مقابلے میں یہ راجہ کچھ بھی دقت نہیں رکھتا۔ اس پر اُس نے پراچا بھلاہ ریک کا رسی دان کون ہے۔ اور کیسا ہے۔ تب اُس نے کہا سن جیسا کہ وہ ریک ہے میں نہیں سکھاتا ہوں۔ جس طرح دک میں پاسا کھیلے تھے جب چار انگ دالا پاسا کھینچ لایا کرتا ہے تو اُس کے دواہہ بچے پراپت کرنے والے کے تین دواہہ ایک انگ والے تریا، دواہہ اور کئی نام والے نیچے کے تمام پاسے بھی پراپت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس راجہ کے دان نیچے کرم کی تو بھلا بات ہی کیا ہے۔







نے اُسے دیکھا وہاں نزدیک ایک گاڑی بھی کھڑی تھی وہ اُس کے سلیپ نمڑتا پور تک بیٹھ گیا۔ اور اُس نے کہا اے بھگوان کیا گاڑی والے رینک آپ ہی ہیں۔ اس طرح پوچھے جانے پر رینک نے جواب دیا "ارے ہاں میں ہی ہوں" یعنی اس طرح اُسے "ارے" کہہ کر مانو اُس کا انداز ہی پرگٹ کیا۔ یوں وہ سیوک اُسے جان کر اور ایسا سمجھ کر سہمہ آب میں نے رینک کو جان لیا ہے۔ واپس آیا اور آکر سلیپ ہر تانفت راجہ سے کہہ سنایا۔ راجہ سُن کر خوش ہوا اور اُس کے درشنوں کے لئے چھ صد گائیں ایک ہار اور ایک رتھ جس میں دو کھیری جتی ہوئیں تھیں ہمراہ لے کر اور اُس سیوک کو آگے کر کے چلا۔ یوں رینک کے پاس پورچ کر اُس نے نویدن کیا۔ اے بھگوان۔ یہ چھ صد گائیں یہ ہار اور یہ کھیریوں سے جٹا ہوا رتھ ہیں آپ کے لئے لایا ہوں۔ آپ اس دھن کو سولیکار کیجئے اور مجھے اُس دیوتا کا پدیش دیجئے جس کی آپ پُپاسنا کرتے ہیں۔

یہاں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راجہ جان شرٹی سیوک کے کھن سے رینک کا گرسٹ آشرم سمبندھی سنگلیک اور دھن کی اچھا کو جان گیا تھا۔ اسی واسطے اُس کے لئے ودیا پراپتی کے بدلے میں اتنا دھن لے آیا۔ مگر چہ خوب راجہ کی بات سُننے ہی رینک نے اُسے "شودر" کہہ کر لیکار اور کہا ارے شودر یہ نکودں کے سہرت ہار اور رتھ تیرے پاس ہی رہیں مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ راجہ جان شرٹی بڑی بڑی طرح اپمانت ہو کر لوٹا مگر چونکہ اُس رینک سے جالی ہوئی و دیا کو وہ ادشیم پراپت کیا چاہتا تھا اور اُسے ہنس پکھیشوں کی سب بات سمرن تھی۔ اس لئے پھر آیا مگر اس بار بجائے چھ صد گائے کے وہ ایک ہزار گائیں ایک ہار۔ کھیریوں سے جٹا ہوا رتھ اور اپنی کینا بھی اُسے دینے کی غرض سے لایا۔

لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے دھرماتار راجہ کو جو سپیج مچ اتی شرو دھا اور دے سپین ہو کر اور اُس پر بھی اتنے دھن کے سہرت و دیا گرہن کرنے کے لئے آیا تھا رینک نے اُسے "شودر" کہہ کر کیوں لیکار۔ تو اس کے اندر آچاریوں کے جھن بھن سہار دھان ہیں۔ ایک کہتے ہیں کہ ہنس پکھیشوں سے رینک گاڑی دان کی جہاں سُن کر راجہ کے اندر شوک تھا آدیش ہو گیا تھا جسے اپنی ودیہ درشتی سے رینک نے جان کر اُسے "ارے شودر" ایسا کہا اور اپنی سر دگیتا کا ہی پرتیجے دیا۔ دوسروں کی رائے ہے کہ چونکہ راجہ فقط دھن دے کر ہی ودیا لاہ کرنا چاہتا تھا شاریرک سیدا سے نہیں اس لئے بھی اُسے شودر کہہ کر لیکار۔ پھر آدیش جو کہتے ہیں کہ راجہ چونکہ پہلی بار بہت قصور ا دھن لایا تھا اس لئے گرد دھ دھ اُسے شودر کہہ کر بلایا کیونکہ بہت دھن لانے پر اُسے گرہن کر لینا ہی اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ کچھ ہی کہو یہاں یہ سمجھا اس بات کو بھی سوچت کرتی ہے کہ ودیا پراپتی کے لئے اگر اپمان بھی ہو تو اُس کی بھی پرداہ نہ کر کے شرو دھا اور بھگتی پور تک ہی اُسے گرہن کرنا چاہیے۔ باقی یہ امر بھی صحیح ہے کہ ودیا پراپتی کے لئے شاریرک سیدا اور دھن ارپن آدی بھی پر م سادھن مانے جاتے ہیں۔ پس یہ ہی مختصر اس سوال کا جواب ہے۔ اب پھر راجہ اور رینک کی اٹھل بات چیت سُنئے۔

راجہ نے پہلے کی طرح رینک سے کہا کہ اے بھگوان! یہ ایک ہزار گائیں یہ ہار یہ کھیریوں سے جٹا ہوا رتھ یہ آپ کی بھادیا (دھرم تینی) ہونے کے لئے میری کینا اور گاؤں بھی جس میں کہ آپ تو اس کرتے ہیں سب لیجئے اور مجھے وہ ودیا دیجئے جسے آپ جانتے ہیں۔ اور جسے جان کر کرشمہ کربت ہو رہے ہیں۔

راجہ کی اس طرح نمڑتا پور تک پرا رتھا کرنے پر رینک نے کہا کہ اس رانہ کینا کے میرے تائیں سمرن کرنے



کے دوار سے ہی تو مجھے بلوا کر مجھ سے دیا لینا چاہتا ہے۔ اچھا تو یہ میں نہیں سیکھتا ہوں تو اسے دھیان سے سن  
ناظرین اس کے بعد رشی ریک نے راجہ مشرقی کو "سنورگ دیا" دی جو برہمن دیا یعنی سکن برہمن دیا سے متعلق  
ہے مگر ہم اسے یہاں نہایت مشکل پر کرن پونے کی وجہ سے بیان نہیں کرتے کیونکہ وہ ایک شامسٹری و شے ہے  
جسے ہمارے پانٹھک شاید سمجھ نہ سکیں۔ کیونکہ ہمیں تو اس میں چوڑی کہانی سے فقط کرم پھلوں کی نسبت دیا  
کا نہان پھل دکھلا کرم سے گیان کا ہتھوڑی درشنا ہے۔ اور یہی ہمارے اس پرستار کاوشے ہے سنورگ  
دیا مطلوب نہیں۔ کہانی بھی ہم نے اپنے پانٹھکوں کے لئے اس وجہ سے کہی ہے کہ ان پر کرم کی نسبت دیا کی پٹیاں پر لکھ  
ہو جائے۔ اور پھر یہ کہانی بھی ہماری سن مانی کلپنا نہیں۔ یہ ویدک ہے اور اسے ہم سادھناات اپنشد سے ملنے میں  
جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ چھاند گویہ اپنشد کے اندر اس کا تذکرہ ہوا ہے بلکہ اپنشد آخر میں تپتانی کے کہ وہ گرام  
جہاں کہ رشی ریک رہا کرتے تھے اور جسے راجہ جان مشرقی نے ریک کو دے دیا تھا اب بھی وہ دیش پر سیدھے ہے۔ اس  
لئے یہ من گھڑت رجحان نہیں بلکہ صحیح واقعات ہیں۔

یوں مشرقی اور مشرقی پر پنی پاوت تمام کرموں کی اسپکشا برہمن دیا کا درجہ بہت ادا ہے۔ اور یہی بات اس سندر  
بالا کہانی سے دکھلائی گئی ہے۔ کیونکہ ہادانی ادا راجہ مشرقی نے کافی دھن دے کر بلکہ اپنا اپنا سہمہ کر بھی دیا تو  
ریک سے حاصل کیا تھا۔ اب اس بات کی تصدیق میں ہم چند جگہ گیتا کے دیکھ بھی ترجمہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔  
انہیں بھی بغور سمجھ لیا جاوے۔

"नहि ज्ञानेन सदृशं पवित्रमिह विद्यते" (۱) مطلب۔ آرجن گیان کے سہان اس لوگ میں دیکھ پرت نہیں  
"सर्व कर्मस्विलं पार्थ ज्ञाने परिस्माप्यते" (۲) "....." "....." "....." "....." "....." "....." "....." "....." "....." "....."  
"श्रेयान्द्रव्यमयाद् यज्ञाद् ज्ञानयज्ञः प्रतप" (۳) ۱۔ شروتاپن۔ دروید نے یگیہ سے گیان یگیہ مشرقی  
"कर्मिणश्चोधिको योगी तस्मात् योगी भवानुन" (۴) ۱۔ آرجن۔ کرمیوں سے یوگی ادھک ہے اس کو بھی  
ہو جا۔

(۵) "वेदेषु यज्ञेषु तपःसु चैव वानेषु यत पुण्यफलं विदिहम् ।

अत्येति तत्सर्वमिदं विदित्वा योगी परं स्थानमुपैति चाद्यम् ॥

مطلب :- ویدوں میں یگیوں میں تپسیاؤں میں اور دان کرموں میں جو پھل بیان ہوا ہے گیان  
لوگ اس سب کو جان کر ننگن کر جاتے ہیں۔ اور آخر پر م پد پاتے ہیں۔

مگر شاستر کے اس چپے پونے راز کو مطلق نہ سمجھتے ہوئے اور

"यावत् जीवेद आग्ने होत्रं जुह्यात्

یعنی جب تک جیوے آگنی ہو کر کرم ہی کرتا رہے تو

یعنی کرموں کا کرتا ہوا ہی سو سال تک جینے کی خواہش کرے اپنا دیوید دیکوں کو ہی فقط پرمان روپ سے ماننا

ہو آج کل کا لری پریش تا جوں کرم کا لڑیں پھنسا رہتا ہے۔ کداچت بھی گیان کی پراپتی کے لئے پرتین نہیں کرتا اور

اس طرح اس مانو جیون کے بڑے ادیش سے بالکل و بخت رہ جاتا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے دیوید دیکہ پرمان رکھ

نہیں ہیں۔ اور آدمی کو کرم انوشٹان نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ جہاں تک کرم انوشٹان کی

ہو ضرور سمجھ کر۔ لیکن اس سے مراد یہ ہو گز نہیں کہ ان کرموں کو ہی عمر بھر کرتا رہے اور کبھی بھی ان سے اُپر نہ ہو۔



شرتی بھگوتی نے اگر سو سال یا جیون بھر کرم کرنے کی آگیا دی ہے تو وہ صرف کرموں میں رچی اُپن کرنے کی غرض سے ہے نہ کہ اُن کرموں اور اُن کے پھلوں سے کبھی بھی فراغت نہ پاوے۔ اس مطلب سے کہائے۔ اور اگر ایسا دید کا ثبات پر یہ نہ مانا جائیگا تو دید کا گیان کا نڈ سب فضول اور دیکھتہ ہو جاوے گا اور ایسا نہ ہونا چاہیے کیونکہ جیسے کرم کا نڈ پران رُوپ ہے ایسے گیان کا نڈ بھی۔ پس دانا شخص کو برہم دیا کا ادھیکار ہی بننے کے لئے تو ضرور نیشکام بھاؤ سے کرم کرنے چاہئیں لیکن ادھیکار سمپن ہونے پر یعنی کرموں کے پھلوں سے دیراگ ہو جانے پر اُن جملہ کرموں کا تیاگ ہی واجب ہے۔ اور اسی طرح ہی دید کے جملہ داکہ کیا کرم سمبندھی اور کیا گیان سمبندھی سب پر مائیک ہو جاتے ہیں چنانچہ دیدوں کی تعلیم سے یہی تھا مطلوب +

اور پھر **कर्मणा बद्धयते जन्तु विद्यया च विमुच्यते** یعنی کہ کرموں سے جو بندھا یا جاتا ہے۔ اور دیا سے چھوٹتا ہے۔ ایسا شستر کا اتم آدیش ہے۔ اس لئے اے بھائیو اس مانو جیون کی پھیلتا گئے لئے ادھیکاری ہو کر کرم تیاگ پوربک گیان کے سادھن و دیک ویراگ مُمکشت آدی سمپاد کرے کیونکہ اسوئے اس کے آداگون کے چکر سے خلاصی کو راہ نہیں اور یاد رہے کہ اگر اس بات سے ایک بار چوک گئے اور فقط کرموں کے ہی انوشٹھان میں تاجیون پڑے رہے نیز پرماتا کا اتم رُوپ سے گیان حاصل نہ کر سکے تو پھر ہمیشہ کے لئے سکھ اور شانتی سے باہق دھو بیٹھو گے اور بار بار جنم مرتیو کا می کر اس بنو گے۔ پس اس سے زیادہ اس وقت نہ کچھ ہم جانتے ہیں اور نہ کہتا ہی چاہتے ہیں بلکہ اتنا ہی کرم کی نسبت برہم دیا کی اُستی میں جس کے لئے اُدیرا جہان شرتی اور رشی ریک کا اتنا س نزدین کیا گیا ہے کافی سمجھتے ہیں۔ پرماتا ہمارے پاٹھکوں کو نیکی بخشے۔ پس ان الفاظ سے ہم اپنا یہ مفہون ختم کرتے ہیں + "ادم شلم"

نانویں پادشاہی گوردیتخ بہادر جی کی

## امرت بانی

### راگ جیت سری محلہ ۹

من رہے سا چاہتو دچارا (ٹیک)

رام نام بن مقبیا مانو۔ سگرٹے یہ سناوا  
جاگو یوگی کھوجت ہار۔ پالو نائیں تیں پارا  
سوسای تم کمٹ بچاؤ۔ رُوپ ریکھتے نیسا  
پاؤن نام جکت میں میرکو۔ کہتو ناہیں ستھارا  
نانک شرن پریو جکت بدھن۔ راکھو برتہ ہمارا

### راگ جیت سری محلہ ۹

بھولیوں مایا اُر جھالو (ٹیک)

جو جو کرم کیو لالچ لگ۔ تیں تیں آپ بندھاو  
سمبہ نہ پڑی دشتہ دل چو۔ لیش ہری کو لبرایو  
سنگ سوامی جانیو ناہیں۔ بن کھوجن کو دھٹایو  
رتن نام گھٹ ہی کے بھیر۔ تاکو گیان نہ پایو  
جن نانک بھگونت بھجن بن برتھا جنم گنواو

۱، اُس اُس سے۔ ۲، کدڑو ۳، اُس کا

۱، پکڑو ۲، تمام۔ سب۔ ۳، پوتر کرنے والا ۴، بنیاد  
یا سرگیا۔



# مناجات

یعنی

پر برہم پریتا کو حاضر ناظر جان کر دعا مانگنا

شری ۱۰۸ برہم لین اودھوت سالگرام جی ہمارا ن

یارب ہمہ خفتہ ایم تو بیداری ۱۰۱ دیتی دشتیم ہوشیاری دہ  
 اے پریتا! ہم سب سوئے پڑے ہیں تو جگا۔ ہم سستی اور شہوت میں ہیں ہوشیاری آگ  
 آندم کہ نہ یا بجم زیاراں یاری یارب تو بفضل خود ہر یاری دہ  
 جس وقت کہ میں دوستوں سے ادا دہ پادوں۔ اے پریتا تو اپنی ہر مانی سے ادا کر  
 اے خالق پر بندگی و پستی شش چیز عطا یکن زہستی  
 اے تمام نیچ آؤ پیچ کے مالک! اپنی مہستی سے چھ چہینیں بخش۔  
 ایمان و ایمان و تندرستی علم و عمل و فراخ دستی  
 دھرم اور امن اور صحت۔ علم اور عمل اور کھلا ہاتھ  
 یارب تو چناں کن کہ پریشاں نشوم محتاج برادران و خویشاں نشوم  
 اے پریتا! تو ایسے کہ کہ میں پریشان نہ ہوں۔ بھائیوں درشتہ داروں کا محتاج نہ ہوں  
 بے منت مخلوق مراد زری دہ تا از در تو بردیر الیشاں نزد  
 خلقت کی منت کے بغیر مجھ کو روزی دے۔ تاکہ تیرے دروازے سے اٹکے درواز پر بند  
 نظرے بحال من کن کہ ز دست رفت کام بکسم مکن حوالہ کہ بجز تو کس نہ دارم  
 میرا حال پر ایک نظر کر کیونکہ میرا کام میرا تھ سے چلا گیا ہے مجھ کو کسی کے حوالے نہ کر کیونکہ مجھ کو کسی کا نہیں رکھا  
 چشم ہوس مریض عصیاں بر نسخہ رافت حکیم است  
 ہوس کی امید گناہوں کا بیمار۔ پریتا کی ہر مانی کے نسخے پر ہے  
 ذرا طاعت گرچہ باحیلم غم نیست کہ کار با کریم است  
 اگرچہ بندگی میں ہم سب ہوس ہیں۔ کوئی غم نہیں کہ سخی سے کام لے۔  
 ازین لب تشنگی و خستہ جان چند بیاباں مرگ چوں ریگ و اداں چند  
 پیاسے لب سے چند خستہ جان۔ مرگ کے میدان میں ریت تیس طرح اڑنے والے  
 الہی برہنہ پر محنت صاحب ہی دہ زور و دارغ عشق تاج و تخت بادشاہی دہ  
 ہے پریتا مجھ کو محنت کے تحت پر بادشاہی دہ۔ مجھ کو عشق کے داغ کے دہ بادشاہی کا تاج و تخت دے



# سنت رویداس

## ”بہر صورت بن کر آئے“

جگت رویداس راماند جی کے چیلے اور کبیر صاحب کے ہم عصر تھے۔ اُن کا جنم اچھوت چمار جاتی میں ہوا، لیکن بھگوان سے اپنے انتہاء پریم اور آتم انوبھو کے کارن اُن کی بہا سار بہنوں سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔  
 ”ہوں ہار بردائے چکنے چکنے پات“ کے مصداق بچپن میں ہی آپ کا رُحان ہری بھجن اور سنت سبوا کی طرف تھا۔ آپ کے باپ کی مالی حالت اچھی تھی۔ آپ کو جو کچھ گھر سے ہاتھ لگتا، خدا یاد لوگوں کو کھلا دیتے۔ باپ کو بہ دلیہ ناگوار گزارا۔ اُس نے ناراض ہو کر علیحدہ کر دیا اور انہیں ہوش سنبھالنے پر ہی اپنے لئے ردی کمانے کا تردد کرنا پڑا۔ شادی چھوڑا۔ عمر میں ہی ہو چکی تھی۔ اس لئے ایک جھونپڑی میں ڈیرہ کر لیا اور جویتوں کو بنانے اور گناہنے سے اپنا رزباہ کرنے لگے۔

رویداس جی عموماً اپنے خیال میں غور رہتے تھے۔ اُن کے ہاتھوں سے کام ہوتا تھا۔ مگر اُن کا سن ہمیشہ ہی بھگوان کی یاد میں غرق رہتا تھا۔ اُن کے خیال میں جو کچھ جاگرت اور عقاب میں نظر آتا یا جو باتیں عالم خواب میں دکھائی پڑتیں، سب ہی جگوت رُپ تھیں۔ انہیں زندگی میں ہی سیتہ کی پراتی ہو چکی تھی۔ ”دہ شوم“ کی اپاسا کرتے ہوئے ہر ایک کھٹنا میں بھلائی ہی دیکھتے تھے۔ اور اُن کی نگاہ میں اس جگت میں اُس لیلاتے بھگوان کی خوبصورتی اور سندریہ دیا بہتہ تھے۔ اُن کی آتم سختی کچھ عجیب تھی۔ شانتی اور دھیر ج کے ذوہ مجسمہ تھے۔

ایک دن ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کرفت سی آواز میں کہنے لگا: ”اچھا رایہ لوسیہ اور میری جوتی کاٹھ دو۔ چنانچہ اُس نے اُن کی جگہ پر سیہ بھی پھینک دیا اور جوتی بھی اُتار کر اُن کے آگے رکھ دی اور خود یہ کہہ کر مجھے اس وقت ایک ضروری کام ہے ابھی واپس آتا ہوں۔ میرے آنے تک جوتی تیار ہو، چلا گیا۔ رویداس جی نے جوتی اٹھا کر آگے رکھ لی اور ہاتھ کا کام ختم کر کے اُس جوتی کو گانٹھا۔

”تھوڑی دیر میں وہ شخص واپس آ گیا۔ پوچھا جوتی تیار ہے؟“ جواب میں رویداس جی نے جوتی آگے رکھ دی اور کہا: ”حضور تیار ہے۔ وہ جوتی بن کر چلا گیا۔ مگر تھوڑی دیر بعد پھر اُسی طرح کی ٹوٹی ہوئی جوتی لے کر واپس آ گیا۔ اور کہنے لگا: ”تم بڑے خراب آدمی ہو۔ ایسا کچا کام کرتے ہو کہ ہمتاری مرمت نے دو گھنٹے بھی نہیں لگائے۔ مزدور پہلے ہی لے لیتے ہو اور کام کی یہ حالت ہے۔ غرضیکہ اُس نے بہت ہی سخت سُسٹ کہا۔“ رویداس نے جواب میں مرمت اتنا کہا کہ اچھا ہمارا ج اچھا کٹھ دیتا ہوں۔ دھانکا کچا رہ گیا ہو گا۔ قیصہ کوتاہ رویداس جی نے اب کی دفعہ اس جوتی کو نہایت ہی مضبوطی سے گانٹھا۔ اور گراہک کے حوالے کی۔

مگر گراہک بے کہ پیچھا چھوڑنے میں ہی نہیں آتا۔ وہ دوسری دفعہ پھر توڑ کر لے آیا اور اب کے بہت ہی دابی بنا ہی کہنی شروع کر دی۔ قے کہ گالی گلوچ سے بھی فرق نہ رکھا۔ دھیان میں مست رویداس جی نے کہا: ”ہمارا ناراض نہ ہو جائے۔ میں پھر کٹھ دیتا ہوں۔“ گراہک نے کہا اچھا جلدی کر۔ تم نے میرا بڑا وقت ضائع کیا ہے۔ رویداس جی پھر اُس جوتے کو گانٹھنے لگ گئے۔ اور تیسری دفعہ پھر مکمل کر کے دیا۔



لیکن گراہک تو کوئی مُتَحَن تھا۔ وہ شاید رویداس جی کے دھیرے اور شائستگی پر کھینچا کرنے آیا تھا۔ نہ اسے ایک پیسہ دے کر بار بار غریب موچی کو تنگ کرنے میں جھجک محسوس ہوتی تھی اور نہ ہی اُوپنی نیچی بات کہنے میں کوئی تامل۔ وہ گھوڑ چڑھوں کی طرح اُسی رعب اور دبہ سے پھر آدھکا اور پہلی دوباروں سے بھی زیادہ سخت شست کہنے لگا۔

رویداس جی اپنے رنگ میں محو ان سب گھٹناؤں کو بھگوت لپٹا جانتے ہوئے اُندت تھے۔ وہ اُسے اپنے پریم کی ناز ادا خیال کئے ہوئے تھے۔ جب تیسری بار اُس سے مخیاطب ہوئے تو سنس کر کہا کہ "تیریاں تو پریاں کون کاٹھے" یعنی وہ اُس وقت اپنے بھگوان سے مخیاطب ہو رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُسی وقت وہ شخص اُنہیں بھگوان کے رُوپ میں پرگٹ دکھائی دیا۔ اور اُس کے بعد فوراً ہی اُنکھوں سے ادھبل ہو گیا۔

اس گھٹنا سے رویداس جی کو ساکار رُوپ میں پہلی بار بھگوت درشن ہوئے اور پھر اُن کے پریم کی گھاڑھٹا میں دن بدن زیادہ ترقی نمودار ہونے لگی۔

رویداس کو ایک ہنایت ہی اُوپنے پایہ کے بھارت تھے۔ وہ اپنے اندر اور باہر سب بھگوان کو دیکھتے تھے وہ سر رُوپ میں اُسی کا درشن کرتے تھے۔ ہر آواز میں اُسی کی بانی سُننے تھے اور اُن کا کھانا، پینا، لیٹنا، سونا اور منسکا سب کچھ ہی سہا دھکی تھی۔ لیکن پھر بھی ابھی اتنی لوگوں میں وہ اچھوت تھے۔ اُنہیں مندر جانے کی اجازت نہ تھی اور مندر میں جا کر بھگوان کی مورتی کے درشن نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے اُنہوں نے اپنی جھونپڑی میں ایک مورتی چمڑے کی تیار کر کے رکھی اور اُسی سے اپنا ظاہری نیت کرم کا کام چلانے لگے۔ مگر انکار ہی لوگوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور اُنہوں نے چمڑے کی مورتی کیخلاف ایک زبردست اندولن پیدا کرنے کی کوشش کی۔ رویداس جی اُن ہارپشوں میں سے تھے کہ جو نہ بھے اور دھیرے دان ہوتے ہیں۔ جو کسی بھی دکھ، تکلیف اور مصیبت سے نہیں ڈرتے جنہیں اپنی نیند اور اپمان کی ذرا بھی پردہ نہیں ہوتی۔ بلکہ جو اپنی نیند اور اپمان کو اپنے انکار کے علاج کے لئے شوق سے استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ جنہیں موت بھی اپنے گھر کا دروازہ ملزم ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی فضول حرکات کا اُن پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ شرارتی لوگوں خود ہی یہ غوغا اٹھایا اور خود ہی کچھ عرصہ بعد جھاک کی طرح بیٹھ گئے۔

رویداس جی کی آمدنی کا ذریعہ صرف جوتوں کی تیاری اور مرمت تک ہی محدود تھا اور اُس میں سے بھی جب کبھی اُن کو کوئی سرمایہ خدائل جاتا۔ تو اُسے پہننے کے لئے جوتی کا بوڑا مفت دیتے۔ اس لئے مالی حالت عموماً خراب رہتی تھی۔ لیکن اِس کی پردہا کب تھی۔ وہ تو ادھر ہی دھن سے مالامال ہو رہے تھے۔

اس تنگدستی کے عالم میں ایک خدا رسیدہ بزرگ اُن کے پاس آیا۔ آپنے اُس کے کھلنے پینے کا انتظام کیا۔ اور جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اُس کی خاطر تواضع کی۔ اُس شخص نے آپ کو سنگ پارس نظر کیا۔ اُس کے اوصاف بتائے۔ اور کہا کہ اسے اعیانہ سے رکھنا۔ رویداس جی نے کہا کہ مجھے اِس کی ضرورت نہیں۔ میری دولت اور جائیداد سب کچھ پرچھو کا نام ہے۔ جب اُس بزرگ کو معلوم ہوا کہ رویداس جی لالچ سے بلند تر ہیں۔ تو اُس کے اسرار کے ساتھ کہا کہ میرے کہنے پر ہی اُسے اپنے گھر رکھ دو۔ لیکن بے کسی وقت کام آجائے۔ مجبور ہو کر رویداس جی نے کہا کہ اچھا اتنے میرے چمڑے میں ٹانگ دو۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ جس قابل قبول نہیں۔ میرے ہاتھ کے بعد جب وہ بزرگ واپس آیا۔ تو رویداس جی کو بدستور سابق تنگدستی ہی پایا۔ اُس نے دریافت



کیا کہ سنگ پارس کا کیا ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ جہاں رکھ گئے تھے۔ وہیں ہوگا چنانچہ اُس شخص نے وہ پتھر ہاں اسی طرح کا رکھا ہوا اُبھٹایا اور اپنی راہ لی۔

گو رویداس جی اتنے تیاگی تھے کہ تیرہ ماہ گھر میں پارس پڑا رہا اور اُس کی طرٹ دھیان بھی نہ کیا۔ لیکن پروردگار کے بھوک بھی بڑے پرہیز ہوتے ہیں۔ ایک دن کوئی شخص اُن کی پوجا کی چیزیں رکھنے والی ٹوکری میں اشرفیائے ڈال گیا۔ وہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ یہ کون ڈال گیا ہوگا۔ بہتر اسد جا، کچھ سمجھ نہ آئی۔ آخر خواب میں اُنہیں بھگوان کی طرف سے بشارت ہوئی کہ اگرچہ تمہیں دولت کی کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن اس دولت کو قبول کر لو۔ یہ میں نے تجھے خود بخشی ہے۔ رویداس جی نے اسے قبول کر لیا۔ اور اُس روپیہ سے رفاہ عام کے لئے ایک سرائے تعمیر کرائی۔ جس میں سادھو سنتوں کی سیوا ہونے لگی۔ سرائے کے ساتھ ہی ایک خوبصورت مندر بنوایا اُس پر سونے کی چھتری لگوائی اور اُسے خوب آراستہ کیا۔

لیکن رویداس جی کو اُسی تکلیف کا سامنا ہوا۔ جو یکایک مالدار بننے والوں کو پیش آتی ہیں۔ برہمنوں نے بنارس کے راجہ سے شکایت کی کہ شاستروں میں یہ اجازت نہیں کہ ایک موچی الیشور کی مورتی بنائے۔ راجہ نے رویداس جی کو طلب کیا۔ اُنہوں نے بے خوفی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور راجہ صاحب اُن کی دلائل سے ایسے متاثر ہوئے کہ حاسد برہمنوں کی کوئی پیش نہ گئی۔

آپ اُن کے پیش اور کیرتی کی خوشبو اور بھی پھیل گئی۔ چوڑکی رانی جھالی نے جب آپ کی شہرت سنی تو وہ آپ کے درشنوں کو حاضر ہوئی اور آپ کی چلی بن گئی۔ اس پر اُس کے برہمن خدام بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ رانی کی عقل جاتی رہی ہے قہ چلے گئے اور رانا سے جو اُس کا خاندن تھا شکایت کی۔ اُس نے بھگت جی کو بلوایا اور برہمنوں کے لگائے ہوئے الزامات سنے۔ جنہوں نے ذات پات کی فضیلت پر زور دیا اور کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ موچی کو اس طرح کا روحانی اور سوشل اعزاز حاصل ہو۔

رویداس جی نے جواب میں کہا کہ "الیشور کو تو جو چیز عزیز ہے وہ بھگتی ہے۔ وہ ذات پات کا خیال یا لحاظ نہیں کرتے" اس پر برہمنوں نے دیدوں کے پران لگائے۔ تین گھنٹے متواتر رویداس جی سے جھگڑتے رہے لیکن وہ راجہ کو قائل نہ کر سکے۔ برخلاف اس کے رویداس جی کی روحانی شان نے راجہ کے دل کو سیر لیا اور وہ علی الاعلان اسی دربار میں اپنی رانی کی طرح رویداس جی کا معتقد بن گیا۔

اس کے بعد رانی جھالی نے چوڑ پینچ کر بھگت رویداس جی کی ادھیشتا میں ایک بڑا بھاری یگیہ کیا۔ اس ادھیر رانی نے بہت کچھ دان کیا اور ریاست کے بڑے بڑے پیڑتوں کو بلوایا۔ مگر برہمنوں کے اندر مینکار کا دہی چور تھا۔ اُنہوں نے ستورہ کیا کہ رانی کا لپکا ہوا بھوجن نہ لیں بلکہ کچی رسد لیکر اپنا بھوجن خود پکائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر کہا پریشوں کی عظمت چھائے سے ہرگز نہیں چھپ سکتی۔ وہ جس جگہ پر قدم رکھتے ہیں۔ بمثل سونا ہو جاتی ہے۔ اُن کے چروں کی ڈھول میں شہنشاہوں کے تاج گڑھکتے ہیں۔ دیوتاؤں کا درشن پا کر اپنے آپ کو پریم سو بھائیہ وان خیال کرتے ہیں۔ جوہی سب برہمن کھانا کھانے بیٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر دو برہمنوں کے درمیان بھگت رویداس جی براجمان ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ سب برہمن اُن کے پاؤں پر گر پڑے اور اُن کے پیلے بن گئے۔ (ادھر تم)



# لطف

(شوئی فونیتا داتے جی شتوخ)

ملا ہے دل تمہیں دے کر قرارِ جاؤں مجھ کو  
 مرادِ رُوحِ محبت ہو گیا تیرے کین جاں مجھ کو  
 ہو آجب مجھ میں تم میں خودی نا آشنا ہو کر  
 ہوئی یہ مہستی موہوم بے نام و نشان مجھ کو  
 میں اپنے آپ کو وہ مخزنِ انوار پایا ہوں  
 نظر آتا ہے جس کا اک تاشا یہ جہاں مجھ کو  
 کھلونا بن رہی ہے اب سرے اوزا اشار کی  
 یہی دنیا جو پہلے تھی بلائے ناگہاں مجھ کو  
 بچایا ہے تمہاری رحمتوں کی کارِ ساری نے  
 عطا تم نے کیا وہ کیف اپنے لطفِ بہیم کا  
 بڑے آرام میں ہوں تم کو اپنے آپ میں پاکر  
 میرا دل ہو گیا کیسو تمہارا آیتِ نہ بن کر  
 سکونِ ذات جو ملتا ہے سب کو خوابِ احسن میں  
 ہے بیداری کے عالم میں وہ چھل بیگیاں مجھ کو

اماں پاکر میں ذاتِ لامکاں میں شتوخ بے غم ہوں  
 نہ خوفِ برق و باراں ہے نہ فکرِ آتشیوں مجھ کو



# آئینہ

## میرسرور زندگی (مسلسل)

از بہا تما بھاگ مل جی سائینی

المشور نے انسان کو "چیز" نہیں بنایا ہے اپنا "پتر" بنایا ہے اور اُس کو اپنی الہی صفات کا حصہ دار کیا ہے۔  
 پیداؤش حالات کی طاقت اور خود راہنمائی سے سرفراز اور ممتاز کیا ہے اپنی موجودہ اتر حالت پر پہل چلانے کے لئے  
 قدرت نے انسان کو ایک ایسا آلہ بخشا ہوا ہے۔ اور کوئی فرد و بشر اس سے محروم نہیں کیا ہے۔ یہ آلہ اس قسم کا  
 ہے جو ناکارہ کسی وقت میں نہیں رہ سکتا۔ انسان اس آلہ کی راہنمائی کرے یا نہ کرے یہ دن رات چلتا ہی رہتا ہے  
 اور یہی وجہ ہے۔ اگر انسان اس آلہ کا صحیح استعمال نہ کرے تو یہ خود بخود اُسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس آلہ کا نام "خیال"  
 ہے۔ خیال ہی انسانی قیمت کا بٹ تراشے والا ہے۔ ہر ایک انسان کی زندگی کا راز اُس کا خیال ہے۔ اُپنشدوں اور  
 گیتا میں انسان کی اصل شکل و صورت "خیال" ہی بتلائی ہے دید منتر ہے۔  
 ترجمہ :- یہ پُرش سنکلیپ ہے (خیال جسم) ہے۔  
 دینا کا سب سے بڑا فلسفہ "دیدانت" غلط نہیں کہتا کہ دُینا خیال ہے۔ یعنی بیماری دُینا ہمارے خیالات اور  
 دلی جذبات کا نتیجہ ہے۔ خواہ اس بات کو کوئی مانے یا نہ مانے یہ دوسری بات ہے۔ لیکن یہ بات سولہ آئے درست اور  
 صحیح ہے نہ جو کچھ یہاں ہوتا ہے اپنے ہی خیال کا نتیجہ ہے۔ اور جو ہو گا وہ اپنے ہی خیال کا اثر ہو گا۔

یہ عجیب و غریب آلہ اگرچہ حواس سے محسوس نہیں ہوتا مگر کل عالم محسوسات کو رفتہ رفتہ اپنی شکل و صورت  
 میں بدل سکتا ہے۔ کیونکہ دراصل خیال اور مادی دُینا دو جدا گانہ ہستیاں نہیں ہیں۔ خیالات ہی جملہ اشیاء کی اندرونی  
 حقائق نہیں اور اشیاء و خیالات کی بیرونی صورتیں ہیں جب تک انسان اپنے خیالات سے باخبر نہیں ہوتا وہ بیرونی  
 حالات اور طاقتوں کا غلام رہتا ہے۔ اور جب وہ اپنے خیال میں بیدار ہوتا ہے تو دُینا کی ہر شے اُس کے آگے  
 اور اُس کی راہ میں اپنا آپ بچھا کر کے لگتی ہے کیونکہ بقول ایک ہاتھی خیال ایک بڑی سے بڑی طاقت ہے۔ اور اُس کا  
 قانون اٹل ہے انسان اپنے ہی خیالات کے ہتھیاروں سے مارا جاتا ہے۔ تم جس قسم کے اچھے بُرے خیالات سوچتے  
 ہمارے ہاتھ زبان اور من سے ویسے نفس ہونے لگیں گے جہاں ایک دفعہ آگ جلائی جائے گی۔ آگ کے شعلوں  
 کا بھڑکنا لازمی ہے۔ جہاں ہوا بھری جائے گی آندھنی اور طوفان آئیں گے کوئی خیال کبھی دبا نہیں رہ سکتا۔  
 بیچ کو زمین میں چھپا دو۔ وہ موقع پا کر مٹی کے پردوں کو چیر بھاڑ کر کھلی ہو ایں باہر نکل آئے گا۔ اس لئے تم



اپنے ہر خیال، کلام، اور عمل کو پاکیزہ، شیریں اور پُر مسرت بناؤ کیونکہ بقول ہاتما جیمز ایلن پوٹر خیالات سے پاک کا ظاہر ہوتے ہیں۔ پاک کاموں سے پاکیزہ زندگی بنتی ہے۔ اور پاکیزہ زندگی سے کابل آئندہ حاصل ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے زندگی کی نشو و نما کی مٹھاس اور اُس کی پاکیزگی کی ترقی و تازگی قائم نہیں رہ سکتی۔

امریکہ کے مشہور سنت اور نئی دُنیا کے بزرگ ہاتما ایلر سن نے خیال کے متعلق کہا ہے۔

“ THE KEY TO EVERY MAN IS HIS THOUGHT ”

(ترجمہ ” ہر ایک انسان کی کلید اُس کا خیال ہے “)

جس کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ خیال دُنیا کی جملہ طاقتوں سے زیادہ طاقتور ہے۔ اگر حضرت انسان کو اپنے خیال کی طاقت کا حقیقی علم ہو جائے تو وہ اپنی زبردست دُنیا بنا سکتا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ صاحب خیال ہو اور اُسے اپنے خیال کو یکسو کرنے کی تدبیر آتی ہو کیونکہ صاحب خیال ہی دنیوی اور دُعاوی معاملات میں سرگرمی اور جدوجہد سے کام کر کے ہر قسم کی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ جو شخص جس قسم (دیک و بد) کے خیالات دائم سوچے ہیں یہی وہ صورت رہتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہی خیالات ..... اُس کے لئے قدرتی ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک صاحب یوں فرماتے ہیں۔

” انسانی توجہ کی تین حالتیں ہوا کرتی ہیں۔ پہلی حالت ” قدرتی توجہ کی “ مثلاً کسی نے کوئی گولا چلایا اور انسان کی توجہ قدرتی طور پر اُس کی جانب چلی گئی دوسری حالت ” پیدا کردہ توجہ “ یعنی کتاب پڑھنے یا کوئی دوسرا کام کرنے کے لئے جو توجہ پیدا کی جاتی ہے۔ تیسری حالت ” پیدا کردہ توجہ کا قدرتی توجہ میں تبدیل ہو جانا “ اس حالت کی تشریح توضیح آئی انجنیئر کو رواں کرنے کے لئے پہلے اپنے ہاتھ سے ان کے دِل کو چند ایک چکر دیتے ہیں اور اس کے بعد خود بخود چال پکڑ لیتے ہیں ٹھیک اسی طرح انسان جس قسم کے خیالات میں دائم متوجہ رہتا ہے۔ وہی خیالات اُس کے لئے قدرتی ہو جاتے ہیں۔

ہم دُک من کی دُنیا کے اھولوں کو نہ جانتے ہوئے اپنے دِل و دماغ میں کمزور خیالات کو گزرنے کی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں اُن کو جسمانی صورت اختیار کرنے میں دیر تو لگتی ہے مگر جب وہ ایک دفعہ ہمارے اُپ چٹین من میں خوب اچھی طرح جم جاتے ہیں تو پھر ہم اُن سے لگاتار رستائے جاتے ہیں یعنی جو لوگ اس قانون کو نہیں جانتے بحرِ ذنار میں خوب جھکولے کھاتے ہوئے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر پھرتے ہیں۔ ان کا حال اُس سفینہ کی مانند ہے جو چپو کے بغیر بحر میں پھیر رہی ہے۔

جھوٹے سے جھوٹے خیال کا بھی ردِ عمل ہوتا ہے اُٹھتے خیال کو منسوب کرنا آسان ہوتا ہے۔ جب وہ جڑ پکڑ لیتا ہے تو اُس کا اُکھاڑنا اُسی قدر مشکل ہوتا ہے جتنا کہ درخت کا۔ جلتی دیا سلائی کو ایک نہایت خفیف سی پھونک سے بجھایا جاسکتا ہے۔ مگر جب وہ کسی شے میں لگ جلتے تو شہروں کے شہرِ خاکستر کر دیتی ہے۔

جس طرح ایشور اپنے سنگاپ سے دُنیا بناتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک انسان اپنے خیال (creative Power) سے اپنی بُری بھلی دُنیا بناتا ہے اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو کچھ بھی انسان اس وقت ہے وہ مکمل طور پر اپنے سابقہ خیالات اور خواہشات کا نتیجہ ہے۔ اور جیسے وہ اس وقت خیال



رکھتا ہے دلیا وہ مستقبل میں ہوگا۔ جس شخص نے اس قانون کو بخوبی سمجھ لیا ہے وہ اپنی قسمت کا مکمل صالح ہوتا ہے۔ یعنی تمہاری موجودہ شکل و صورت تمہارے اگلے خیالات کا نتیجہ ہے۔ تم نے پہلے جو کچھ سوچا سمجھا، کہا، دھرا سکا وہی ہوا۔ اس طرح اب بھی جو کچھ تم کرتے ہو اُسے چل کر دہی ہوگا۔ یہ ایک اٹل قانون ہے جس کو لغزش کے نام سے چرطہ ہے۔

دنیا میں عام طور آدمی حالات کا غلام پایا جاتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے۔

جساز عمر رواں پر سوار بیٹھے ہیں	سوار خاک میں بے اختیار بیٹھے ہیں
رام سہار رات دن رہو گھاٹ پر سوتے	نہ ہونی ہونی نہیں ہونی ہوئے سوچتے
دریا کو اپنی موجوں کی طغیانوں سے کام	کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے۔
لالی حیات آئی تفسا لے چلے چلے	اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے
ذوق اس مکرنا میں کشتے عمر رواں	جس جگہ پر جا لگی وہی کٹا ہو گیا
وہ اپنے جیون میں ترقی کرنے یا بڑھنے کی کوئی خواہش نہیں کرتا۔ اُس کی زندگی کا بڑے سے بڑا مولا	لا جیسی آدے نیسی گزرے۔" ہوتا ہے۔ (جاری رہیگا)

## ریلو (تبصرہ) : The Gems of Gesta

شرید بھگت گیتا کے ایک سواٹھتر منتخبہ شلوکوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب بنام واجپنرات گیتا The Gems of Gesta حال ہی میں بر زبان انگریزی، ددیالیہ پریس برنڈاں سے شائع ہوئی ہے۔ جو رسالہ ادم کے کہنے شوق ادیب اور شاعر شری جگن ناتھ صاحب کھنہ صفی کا نتیجہ فکر ہے۔ ناضل مصنف نے جس خوبی سے یہ انتخاب کیا ہے اور شرید بھگت گیتا کے دقیق فلسفہ کو جس دلچسپ پیرایہ میں کھول کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ بھی انگریزی نظم میں جو ہر طرح سے ادبی محاسن سے پُر ہے۔ یہ انہیں کا کام ہے اور اس کے لئے وہ مستحق مبارکباد ہیں۔ حقیقتاً یہ گیتا کا ایک اعلیٰ چوڑے اور لطیف یہ ہے کہ اس اختصار سے مضمون کی بھل دلچسپی میں بیش قدر اضافہ ہی ہوا ہے کمی نہیں ہوئی۔ اور یہ دل چاہتا ہے کہ اُسے شروع سے لیکر آخر تک ایک دم بڑھ جائیں انگریزی خواں اصحاب کے لئے جو سنسکرت سے بے بہرہ ہیں یہ کتاب نہایت مفید ثابت ہوگی۔ ہم پُر زور سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کا کچھ حصہ میٹرک کے انگریزی تدریسوں میں شامل کیا جائے، امید داشت ہے کہ سرکار عالیہ اور انگریزی دان پبلک مصنف کی محنت کی داد دے گی۔ "ان ایڈ برنڈاں" کے بعد صفی صاحب کی یہ دوسری قابل قدر تعریف ہے۔ کاغذ اور چھاپی نہایت عمدہ، قیمت صرف ۲۵ نئے پیسے۔

لئے کا پتہ :- ادارہ برادر س، برنڈاں یا مصنف بہار گھاٹ برنڈاں۔

کتاب دفتر "ادم" (جمیری گیٹ دہلی سے بھی دستیاب ہو سکتی ہے۔ (ادارہ)

سرپران اردو قیمت صرف ۱/۴ - ایکادشی ہاتم اردو - قیمت ۱/۱ - اردو - کشی کش کا ہاتا - ۱/۱ - اردو - رسالہ ادم - جمیری گیٹ دہلی







# ہرشیشوں کے سلسلے کی ریت

انگریزی ترجمہ ہرنیش

مٹانے والا اور پرکاش سے پری پورن کرنے والا ہے۔  
شیخ سعدی کا مشہور یہ شعر اس دیوتا کیلئے لفظ بلفط صحیح ہے  
دوست آں باشد کہ گیر دست دوست

در پریشاں حالی و در ماندگی  
گر سوامی تلمی داس جی نے بھی ایسے متر ہی کیلئے کہا ہے۔  
دھیرج - دہرم - "متر" اور ناری  
آپت کال پر رکھے چاری

دھرتی - دایو منڈل اور آکاش نے اسی دیوتا کے  
پر اُپکاروں کے چرنوں میں اپنے سر جھکا رکھے ہیں۔ یا  
یوں بھی کہہ سکتے ہیں - کہ اسی اگنی دیوتا نے دھرتی اور آکاش  
کا سینہ صحر جوڑ رکھا ہے۔ جو اپنی دیادرتی سے ہمیں  
دہن دہان سے تربیت کر رہا ہے۔

مسورج دانش اور اگنی کل کے ہماروں کے اُپکار  
بھی گنتی میں نہیں آسکتے۔ جن میں اگنی دیوتا کی شکتی سنوت  
وگیا نکوں نے اگنی - بجلی اور سورج کی برکتوں سے  
آج تک ہزاروں لالچہ پر اپت کئے ہیں اور پرے تک کرتے گئے  
کیا سورج اور بجلی اگنی دیوتا کی سستان نہیں ہیں۔

برہمانڈ میں جو کچھ ہماری آنکھیں دیکھ پاتی ہیں ہیں  
وہی اپنے پنڈے یعنی شریں میں بھی نظر آتا ہے۔ مطلب یہ  
کہ یہی سورج - بجلی اور اگنی ہمارے شریں میں بھی پرکاش  
ہے۔ کیوں ہی ہیں جیوت رکھنے کا آدم ہر ہیں۔ یہی ہمارے  
جیون یا تراکی رکھ کو چلانے والے ہیں۔ بنا سیتوں میں بھی  
یہی درشن دے رہے ہیں۔

یہی کارن ہے۔ کہ ہرشیشوں نے سورج دیوتا اور بجلی  
دیوتا کو اگنی دیوتا کا بھائی مانا ہے۔ ہاں! منش کو بھی ان  
سے بھن نہیں سمجھا۔ اس لئے ایک منتر دو ارا یہ بتایا ہے

دو برس ہوئے ادم میں ہرشیشوں کے رستے گیتوں کا  
سلسلہ شروع ہوا تھا جو کسی درجہ سے ٹوٹ گیا اُس سلسلہ کو  
ابا پھر سے شروع کیا جاتا ہے۔ آسان ہے اُسی شوق اور دلچسپی  
سے پڑھا جائیگا۔

گنگا و جمنہ بہاتے۔ ناتج فرماتے ہوئے۔  
آ رہے ہیں روح پرور گیت گلے ہوئے۔

دیکھئے! پراچین بھارت کے آریہ ہرشیش اگنی دیوتا کے

پریم بھرے گیتوں کی دھولی میں کیسے مست الست ہیں؟ سچ ہے  
ہمارے دھارمک گرنفقوں نے بھی اگنی کو ایک امر دیوتا مانا ہے۔

آدے لیکر انت تک یہ سدا جیوت رہنے والا الیا دیوتا ہے  
جس کے گنوں کے گیت زمانہ موجودہ کے شاعر کائے بغیر نہیں رہے  
غریبوں کی بھوپنڑیوں سے لیکر امیروں اور بادشاہوں  
کے شاندار محلوں تک اسی دیوتا کا سک چل رہا ہے۔

جنتا اور سرکار کو ہی دیوتا جن ان اور دھن دے والا  
اگر یہ دیوتا دھرتی سے آکاش تک کی بادشاہت سے ہاتھ اٹھ  
لے۔ تو تمام جگت کا دھندا یقیناً سمپت ہو جائے۔ اور ہر ایک  
عامی کیرانوی بی۔ اے کا ہی شخړ سٹائی دے۔

تیرے جاتے ہی چمن زار کا نقشہ بدلا  
چھاگئی آج ہر اک پھول چہرے اودت

ایسے جاہل اور پران دایک، دیوتا کی استی بھلا ہوشی  
گناہ کئے بنا کیسے رہ سکتے تھے باوہ خراتے ہیں۔

اگنی دیوتا کا پتا آکاش اور اُس کی مانا دھرتی ہے۔

یہ دیوتا ہر غریب اور امیر کا سہا نیک اور پریم متر ہے۔

ہر کسی سے پیار کرنے والا ہے۔ اور ضمیر سے نیک مرتوت تک ساتھ  
دینے والا ہے۔ اس دیوتا کے دل میں کسی پرانی کیلئے رتی بھر  
بھی دولش اور گھرنانہ نہیں ہے۔ یہی دیوتا سنا رہے ہیں



الجیریا، کانگو، بھارت، پاکستان، چین اور پرتگال  
رُوس اور انیکلو اسرکین بلاک غرضیکہ برصغیر میں  
کون سے ملک ایسے ہیں جہاں اس کی چیزگاریاں گل نہیں کھلی  
چکیں۔ یا اس سے جتنے بھیت نہیں ہیں۔

اسی سلسلہ میں پکار محترم دوست رام کرشن صاحب  
مفسر کنگو ڈری کا۔ یہ اندیشہ بے بنیاد نہیں۔

اٹھانہ دیں قیامتیں۔ جسد کی شہر باریاں  
اُڑنے جائیں یہ چین۔ جھلسن جاگیا ریا

الغرض اگنی دیوتا جس کے آتم ورشوں سے ہمیں  
ہریشیوں نے محروم نہیں رکھا اُس کا دو تھانہ یکے سے

پر تپے کرانے میں دور قدیم اور جدید کے فارسی اور  
اردو کے شاعروں نے بھی اپنی طبع آزمائی کے بڑھ چڑھ

کرشمے دکھائے ہیں۔ اور زور قلم دکھانے میں ہریشیوں  
پچھے نہیں رہتے۔

اگر مذکورہ شاعروں کے تخیلات اور جذبات کا  
نمونہ بھی پیش کیا جائے تو ادم کے سینکڑوں صفحت

ضرورت ہونگے۔ لیکن اس کا دامن اتنا وسیع نہیں  
کہ اس قدر بوجھ اُٹھا سکے۔ اس لئے اب دوسرے

خط کی انتظار کیجئے۔

شرید بھاگوت پوران :- مترجم شربان پریاس جی  
اُردو میں یہ سب سے بڑھیا اور اہل بھاگوت ہے جو کہ اصل  
شلوک دار سرل اُردو میں ہے۔ حجم ۸۶۴ صفحات کلاں۔

قیمت رعنائی آٹھ روپیہ آٹھ آنہ - 8/8  
رُوحوں کی دنیا :- ارتھشاندی موت اور اس کے بعد مصنف

نیپٹ جہناداس جی پر بھاکر افریقہ۔ یہ کتاب مصنف نے کافی کھوج  
کے بعد شائع کی ہے۔ موت کیا ہے؟ انسان سر کہاں رہتا ہے۔

اور پس ماندگان سے اس کا تعلق کیسے قائم رہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ  
باتوں کا جواب آپ کو اس میں ملے گا۔ حجم ۲۸۸ صفحات قیمت ۳/۸

لئے کا پتہ :- دفتر رسالہ ادم، الجیری گیٹ دہلی ۴۔

کہ یہ دیوتا اور سب پرانی پرستی مٹا کی گودیں ایک ساتھ  
کھینچنے والے آپس میں بھائی بندھو ہیں۔

ادم یعنی الشور۔ جیو اور پرستی کی جڑیں اپنی سے  
ہری بھری ہیں۔

انتم سمیہ اگنی دیوتا جتا کے رُوب میں غریبوں اور سہراؤں  
کی آتماؤں کو دہرتی سے آکاش منڈل تک پہنچانے میں اپنی کا

کام کرتا ہے۔

جب دو لکڑیاں آپس میں سر جوڑتی ہیں۔ تو اگنی دیوتا  
جنم لیتا ہے۔

جب دو بادل خوب دیر سے گلے ملتے ہیں۔ تو بجلی دیوتا  
پر گٹ ہوتا ہے۔

جب راتری سے پر بھات ہاتھ ملاتی ہے۔ اور ایک دوسرے  
سے بخل گیر ہوتے ہیں۔ تو سورج دیوتا کی اُپتی ہوتی ہے۔

سنار میں جل دیوتا بھی سورج بھگوان اور اگنی دیوتا  
کے میل جول سے بادلوں کے پیٹ سے جنم دھارن کرتا ہے۔

سورج اور جل آکاش سے دہرتی کی بناسیتوں  
اور جیو جنمو کو جیون پردان کرنے میں سیتی بہانا کا ثبوت

دیتے ہیں۔

جب دو لکڑیاں اگنی ششکو جنم دیتی ہیں تو یہ ششکو  
اپنے ماما پتا کو اپنا امار دھو جن، بنا لیتا ہے۔ دینی لکڑی

کو کھا جاتا ہے) کیا مزے کی بات ہے کہ یہ ماما کا دودھ  
بھی نہیں پتیا۔ پھر بھی اتنا شکتی شالی ہوتا ہے۔ کہ فوراً

آکاش کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ جتنا یہ رُوب دان اور  
سندر ہے۔ اتنا بھانک بھی ہے۔ شیر۔ چیتہ۔ بھل

اور جن بھوت آدمی تک اس سے ڈرتے ہیں۔

یہی اگنی دیوتا جب پانچوں دکاروں کے چنگل میں  
پھنس جاتا ہے۔ تو وہ اور اودہم مچاتا اور طوفان

بپا کرتا ہے۔ کہ سب کان پر لاقہ دھرتے ہیں۔ اور پرتا  
سے رکشا کی پکار کرتے ہیں۔

اسرائیل دیمہ۔ کوریا اور امریکہ۔ لادس



غزل — (امر خدیجی جالندھری)

وہ کیا ہی ستم تھا کہ تھے نت ہی میلے  
مگر اب تو ہم رہ گئے ہیں اکیلے  
بہت سوگ دیکھے بہت رنگ تھیلے  
یونہی تو نہیں پریم کا کھیل کھیلے  
اب اس اپنی نیا کا کرتار کھیوٹ  
یہ ٹھاٹھیں یہ باڑھیں یہ دھاریہ دیلے  
جو کہتے تھے ہم تو ہیں جیون کے سنگی  
ہمیں چھوڑ کر چل دیئے وہ اکیلے  
یہی من تو ہے ایک شتر و ہمارا  
کوئی یہ بلا مفت ہی ہم سے لے لے  
غضب کے وہ چالاک نکلے ہیں ادل  
جنہیں تو سمجھا تھا اظہر انیلے  
برہ، بے کلی، بن، چھل، پیر، آنسو  
کئی رہ گئی ہو تو کچھ اور دے لے  
سنائیں کہے جو گذرتی ہے جی پر  
وہ ملتے نہیں ہیں اکیلے دکیلے  
یہ بادل، یہ بجلی، یہ دایو، یہ درشا  
یہ رُت پیاری پیاری مگر ہم اکیلے  
نہ کھولیں گے ہم قیس، امر کر بھی ان کو  
وہ گم ستم سبھائیں۔ وہ چپ چاپ بیٹے

غزل — (امر خدیجی جالندھری)

سکھ کے سنار کو لگا کر آگ  
پریم میں ہم نے لے لیا دیر آگ  
جس قدر بے لگاؤ تجھ سے مجھے  
اُس سے بڑھ کر ہے تجھ کو مجھ سے لاگ  
بدلیاں مدھ بھری اٹھیں ساتی!  
سوچتا کیا ہے کھول دیا کاک  
بن گئی جی پہ روتے روتے یہاں  
وہ سمجھتے ہیں گارہا ہوں میں راگ  
جب سُناتا ہوں ان کو من کی مٹھا  
وہ سُناتے ہیں بے طرح بے لاگ  
مڑ کر اک بار کیا ادھر دیکھا  
کا منا کوٹ میں لگا دی آگ  
نین ساگر ہیں من ہے اگنی کُنڈ  
نیر ہی نیر اور آگ ہی آگ  
ہم تو سمجھے تھے آپ کو نپٹت  
واہ نکلے ہیں آپ بھی کیا گھاگ  
باس پر تیم کا ہر جگہ ہے قیس!  
کیا بند را بن اور کیا پارگ؟





# ”اوم“ کا حلقہ سنت سنگ

جن اصحاب کو دید - کھٹ شاستر گیتا کی تعلیم کے متعلق اور خاص طور پر ویدانت کے متعلق کوئی مسئلہ درپیش ہو یا کوئی بھی روحانی سوال ہو وہ اپنا سوال مختصر لفظوں میں میرے پتہ پر بھیج دیں۔ مفصل جواب ادم کے صفحات میں شائع کر دیا جائیگا۔ میرا پتہ یہ ہے:-  
دیلوان پنڈی داس چورپڑہ - 6W دبلیٹ پٹیل نگر نئی دہلی 110029

سوال :- کیا نرگن اپاسنا سے ہی ملتی رہتی ہے؟ یا نرگن سرورپ کی اپاسنا سے بھی۔

جواب :- آتما بذات خود ترن اور بدھ کی پہنچ سے پہنچے اُس میں جوگن دکھائی دیتے ہیں وہ تو ہمارے اپنے تجل کا ہی نتیجہ ہیں۔ کتنی تو اسی وقت ہوگی جب من کا بندھن ٹوٹ کر انسان کو اپنی ذات نرگن آتما کی قیام حاصل ہوگا۔ لیکن روحانی مسافر کو سگن سرورپ کی اپاسنا سے گزرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک من کا فعل ہے۔ وہ سگن کی اپاسنا ہی کر سکتا ہے۔ سوال :- عورت ذات کو اپنا گورد دھارن کرنا چاہیے یا پتی ہی اُس کا گورد ہے؟

جواب :- حقیقی گورد تو سب کا وہی ذات پاک ہے۔ جو کہ یوگ درشن کے مطابق زمان اور مکان کی حدود سے پرے ہے۔ میں نے تو آج تک کسی پراچین گرنف میں نہیں پڑھا کہ عورت کا صرف اپنا پتی ہی گورد ہے۔ اگر پتی جاہل ہو تو وہ روحانی معاملات میں استری کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے۔ جب عام طور پر کہا جاتا ہے کہ پتی ہی استری کا گورد ہے۔ تو اُس سے صرف یہ مراد ہوتی ہے کہ استری کا دھرم کہ ہر حالت میں پتی کی عزت کو سب سے اُدنچا درجہ دے۔

سوال :- بھگوان رام مریدا پر شتوم تھے۔ بھگوان کرشن کیوں نہیں۔

جواب :- بھگوان رام ہر قسم کی مریدا کے پالن میں عظیم المثال تھے۔ بطور سادات مند لڑکے کے۔ بطور بھائی کے۔ بطور ایک راجہ کے۔ بطور پتی کے۔ بطور ایک جرنیل کے سب پہلوؤں میں وہ عظیم المثال تھے۔ اسی نکتہ خیال سے اُن کو مرید پر شتوم کہا جاتا ہے۔ لیکن بھگوان کرشن اپنی جگہ اور خوبیوں کا بھلیت کا مجسمہ تھے۔ اُن کو مرید پر شتوم نہ کہنا اُن کی عظمت کو کم نہیں کر دیتا ہے۔

سوال :- بھگوت گیتا میں شری کرشن نے ارجن کو کہا تھا کہ تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آجا۔ لیکن پھر بھی بعض لوگ کرشن کی پوجا کو چھوڑ کر دوسرے دیوتاؤں کی ارادھنا کرتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ جواب :- بھگوت گیتا میں جہاں بھی بھگوان کرشن لفظ ”میں“ یا ”میری“ استعمال کرتے ہیں۔ وہاں ہر جگہ ”آتما“ سے مراد ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ دیوتاؤں کے بھگوت دیوتاؤں کے پاس جاتے ہیں اور میرے بھگوت میرے پاس آتے ہیں۔ لہذا جو لوگ دُنیائیں ترقی اور عظمت چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ قدرت کی شکیں دیوتاؤں کا آسرا لیں۔ لیکن



جو لوگ اتم انبوہ چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ راستہ نہیں ہے۔ البتہ اپنی ضرورت اور خواہش کے مطابق ہی اپنا دستور العمل انتخاب کرتا ہے۔

سوال :- کیا ارم - کرشن - وشنو - شو - وغیرہ سب ایک ہی شکتی کا نام ہے۔ یا اُن کا اپنا اپنا استحقاق ہے۔  
جواب :- شکتی جہاں بھی ہے وہ ایک ہی بنیادی ذات واحد کا مظہر ہے۔ اجسام اور اسمائے کی امتیاز سے مختلف معلوم ہوتی ہے۔ یہ صرت ہمارے من اور خیال کا معجزہ ہے کہ ایک ہی ذات واحد مختلف صورتوں میں یکساں دیتی ہے۔  
سوال :- اس سناد کو سپائن کرنے والی جو شکتی ہے وہ ظاہر کیوں نہیں ہوتی ہے؟  
جواب :- کوئی بھی شکتی ظاہر تو کبھی نہیں ہوتی ہے۔ یہ عالم اس شکتی کا مظہر ہے۔ لیکن شکتی بذات خود ہمیشہ مخفی ہی رہتی ہے؟

سوال :- سنی منش شجرہ کرم کرتے ہوئے بھی دکھ کا انبوہ کرتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔

جواب :- سکھ اور دکھ دونوں بندھن ہیں۔ یہ بندھن اُس وقت ٹوٹتا ہے جب اپنی ذات حقیقی (آتما) کے سروپ کا گیان پرتا ہے۔ جو کم کرتا ہے۔ یعنی اُس میں ناعلیت کا احساس نہیں ہے۔ شجرہ کرم من کو پرت کرتے ہیں۔ کرم بندھن سے مکت نہیں کر سکتے ہیں۔ سکھ دکھ کی تیز سے اُسی وقت لگتی ہوگی جب اتم درشن ہوگا۔

سوال :- جب انسان برا کرم کرتا ہے تو اپنے اندر سے کوئی اُسے منع کرتی ہے۔ وہ لگتی کیا ہے۔ اور کیوں کر ایسا ہوتا ہے؟  
جواب :- جب تک بیمار امن کام کرتا ہے انسان اپنی ذات میں شاد بھی ہے۔ اور مشہود بھی ہے۔ ناظر بھی ہے اور مشہود بھی ہے۔ برا کرم کرنے لگتا ہے۔ تو اُس کی اپنی ہی آواز اُسے ملامت کرتی ہے۔ اسی فعل کو ضمیر یا کانسنس (conscience) کہتے ہیں خودی غلط راستہ اختیار کرنے پر مائل ہے۔ اور خودی رہنمائی کرتا ہے۔

سوال :- کیا آتما اور پرآتما ایک ہی جسم میں ایک ہی جگہ رہتے ہیں۔ یا جدا جدا؟ اگر جدا جدا ہیں تو وہ کہاں ہیں۔ اگر اکٹھے ہیں رہتے ہیں تو آج تک ملاپ کیوں نہیں ہوا؟

جواب :- شریمان جی! اصل میں حقیقی معنوں میں تو صرف ایک ہی ذات واحد ہست ہے۔ اور وہ آدیت ہے یعنی دوسرے پن کا گیان مٹھا ہے۔ وہ ذات واحد دلش اور کمال کی حدود سے پرے ہے۔ یعنی کسی خاص جگہ رہنے کا اُس کے متعلق سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ ہاں اس شریر میں دو روپ سے رہتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ شاد بھی ہے مشہود بھی ہے۔ بھوکتا روپ سے جو معلوم ہوتی ہے۔ اور شاید روپ سے آخری حقیقت برہم ہے۔ گویا ایک ہی ذات دو روپ دھارن کرتی نظر آتی ہے۔ ان دونوں کا ملاپ تو بے معنی ہے۔ ملاپ تو دو مختلف چیزوں کا ہوتا ہے۔ یہ تو ہمیشہ سے صرف ایک ہی ذات واحد ہے۔ جب اس میں دوسرے پن کا مٹھا گیان دور ہو جاتا ہے۔ تو ایک ہی ذات واحد رہ جاتی ہے۔ ملاپ تو نہیں ہوا۔ ہاں مٹھا گیان دور ہو گیا۔  
سوال :- کیا آپ مختصر لفظوں میں بتا سکتے ہیں کہ دینا کیا ہے؟  
جواب :- لفظ دیدانت کے معنی دید کا انت میں یعنی دیدل کا آخری پیغام۔ اور مختصر لفظوں میں یہ پیغام یہ ہے۔ (۱) برہم ست ہے۔ (۲) جگت مٹتی ہے۔ اور وہی جو ادبر برہم ایک ہی ہے۔  
سوال :- کیا آپ پر آتما کی ہستی کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

جواب :- اگر میں کہوں کہ میں کوئی ثبوت نہیں دے سکتا تو آپ حیران ہوں گے اور اگر میں کہوں کہ دید بھی اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے ہیں تو آپ اور بھی حیران ہونگے لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ آخری ذات ثبوت کا معنوں میں نہیں ہے۔ جو من اند بھی کی پہنچ سے پرے ہے۔ اُس میں ثبوت کو کس طرح سے نقل ہو سکتا ہے۔ وہ انسانی عقل۔ دلیل۔ منطق اور فلسفہ کی پہنچ سے پرے ہے۔ ہاں اُس کا انبوہ ضرور ہو سکتا ہے۔ اور پاتجیل کا یوگ بھی اُس کے انبوہ کا بہترین طریقہ ہے۔ جب عقل اپنا کام ختم کر چکیگی تو ذات حقیقی رونما ہوگی۔ ثبوت اُن چیزوں کا یوگ۔



# آج کی بات

از کوئی لوک نا تھہ جی دِل خوشاب نواسی

ہو گئے ہیں حال سے بے حال اب  
 پیسے تو دفتر و نکیشان ہیں  
 بیٹا ہوٹل میں اڑاتا ہے کباب  
 بوڑھی دادی اس طرح گھر میں ہے  
 دادی آن پڑھ اور پوتا اٹھو بیٹا  
 ڈیڈی - مٹی - پنکی - پیو کار وراج  
 ہر جگہ فیشن کی گڈی چڑھ گئی  
 پیالیوں کا اور پلیٹوں کا ہے راج  
 ہربانی ساری سپریٹ کی ہے  
 فوٹیش پین اور کلائی کی گھڑی  
 ساز ہندی اور ولایتی ٹون ہے  
 چل رہے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے  
 شیشہ و شانہ کے دیکھو گھڑی  
 پنڈٹ اور بوش شرٹ یوں تنہا چڑھی  
 بھول بیٹھے ہیں پورانی چال اب  
 گودی میں شوہر ہے ہیں بال اب  
 باپ کو ملتی ہے گھر میں دال اب  
 جیسے چرخے کی پورانی مال اب  
 یہ ہوا ہندوستان کا حال اب  
 بڑھاپا جاتے آئے مال اب  
 کون پوچھے سادگی کا حال اب  
 اٹھ گئے گھر سے گلاس اور کھال اب  
 گھومتے ہیں جو دستی لال اب  
 ان کی ہے تلو اور ڈیڑھ مال اب  
 گیت ہندی اور ولایتی تال اب  
 دلش کے لڑکے بدیشی چال اب  
 ہو گئے محتاج ان کے بال اب  
 کرتے پا جامہ پو اپا میمال اب



پتے ہیں ڈھیلا ڈھیلا سٹوٹ یہ  
 چھوڑتے ہیں جب بھی کالج یا سکول  
 گنگناتے پھرتے ہیں یہ فلمی گیت  
 لڑکیوں کے پیچھے ہیں یہ دوڑتے  
 کرتے ہیں من مانی اپنی آئے دن  
 سن بزرگوں کے ادب کی بات کو  
 تیزی سے چلنے لگی ہے بے دھڑک  
 ہونٹ ہندی اور دلائی لپٹک  
 گم ہمارے اور ہندی کی بہار  
 مٹھی بھر لوڈر تو چیمہ بھر کریم  
 بازو بھی نہتے ہیں تنگاپیٹ بھی  
 ہو گئی بے خوف کندھوں پر سوار  
 بینی اور جوڑھے کے بندھن کھل گئے  
 سر سے اتر اس طرح گھوٹ گھوٹ  
 لاج گھر کی لٹتی ہے بازار میں  
 پڑھا لکھا اک زمانہ ہو گیا  
 وہ اندھیرا یک نظر آتا نہیں  
 رہ گئیں چند دھیا کے آنکھیں سرسبز  
 چلتے ہیں آوارہ فیشن چال اب  
 سو جھٹا ہے انکو سینما حال اب  
 گلی بازاروں میں بانگے لال اب  
 تیز کر کے سائیکل کی چال اب  
 بڑوں کا دیتے ہیں کہنا ٹال اب  
 کرتے ہیں غصہ سے منہ فٹال اب  
 ہنس کی مٹی کوئے کی چال اب  
 دیسی رخ انگریزی خط و خال اب  
 نیل پالش سے ہیں ناخن لال اب  
 تب کہیں ہوتے ہیں پالش گال اب  
 تن پہ گرتے ہو گیا جنجال اب  
 پتلی چٹری اور موٹی شال اب  
 ہو گئے آزاد سر کے بال اب  
 ہو گئی شرم و حیا پامال اب  
 سڑکوں پر بکھرے گھر کا مال اب  
 آن پڑھوں کی کیا گلے گی دل اب  
 روشنی نے یوں بچایا جال اب  
 بیٹھے ہیں آنکھوں پر پردہ ڈال اب

کاشش! کہ ایسی چلے کوئی ہوا  
 لوٹ آئے دور گزرے وقت کا

# بھگت لاٹھاجی

## خزائن کا مالک وہی ایشور ہے ۶

باردائر دیش میں لاٹھاجی ایک مشہور بھگت ہوئے۔ وہ اتنے سادہ سیلوک بھگوت پر بھی تھے۔ کہ اُن کی شہرت کی دھاک دُور دُور تک پھیل گئی تھی کہ وہاں کے راجہ کو بھی آپ سے بڑی بھاری عقیدت ہو گئی۔ راجہ اُن کی سیوا اپنے لئے سو بھائیہ خیال کرتے تھے۔ لیکن وہ حقہ وسیع راجہ دھن سے پرہیز کرتے تھے اور جو کچھ انہیں اپنی مزدوری سے میسر آتا تھا۔ اُسی میں گزاراں ہوتی تھی۔ اُن کا قول تھا کہ جو لوگ اپنی قلیل ترین کمائی میں ہی کسی دھرم سے امید رکھے بغیر خوش خوش گزارہ کر سکتے ہیں۔ وہ ہی دُنیادی پدارتھوں کی مجرت سے آزاد ہو سکتے ہیں اور اسی لئے غریبی ایک بڑی برکت سمجھنی چاہیے۔

## ”واہ غریبی رنگلی جے گوریلے فقیر“

یہ اُن کا ہی مقولہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ غریبی ایک ہنایت ہی رنگین اور خوبصورت شے ہے۔ بشرطیکہ شکستہ دینے والا کوئی کامل فقیر ہو۔

جب آپ کی لڑکی کی شادی کا وقت آیا تو ہزار روپیہ کا سامان راجہ نے لڑکی کی شادی کے لئے اُن کے ہاں بھیج دیا وہ بہت منع کرتے رہے مگر راجہ کے آدمی زبردستی وہ سامان اُن کے گھر میں پھینک ہی گئے۔ اسی طرح اور بھی کئی شر دھالو سمجھوں نے اُن کے ہاں بہت سی اشیاء پہنچا دیں۔ مگر اُن کا تو نکتہ نگاہ ہی اور تھا۔ وہ تو اپنی کمائی اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر ایک کوڑی بھی خرچ کرنے کو تیار نہ تھے۔ اس لئے لڑکی کی شادی کے ساتھ ہی انہوں نے ایک بیگیہ بھی آرہجھ کر دیا۔ لڑکی کی شادی پر اپنی کمائی کے صرف پچاس روپے خرچ کئے اور باقی جو کچھ راجہ محل یا باقی عقیدت مندوں کے گھر سے آیا ہوا تھا۔ سارے کا سارا بیگیہ کے موقع پر غریب غریبا لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

صرف اپنا ہی اور وہ بھونیک بنی اور محنت سے کمایا ہوا دھن کھانا نفس ضبط کے لئے پہلی سیڑھی ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جو ضبط نفس کا عامل نہیں۔ اُس کی دُشے کاٹنا میں کبھی شانت نہیں ہو سکتیں۔ جو دُشے دُشوں میں انگ جاتا ہے۔ وہ پر بھوکے راہ پر کیسے آئے گا۔ اس لئے پر بھوکے ساتھ پریم اور پریتی بڑھانے والے لوگوں کو کبھی بھی کسی کے دھن کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیے۔

(ادم شمع)



विहाय कामान्यः सर्वान्मुमांश्चरति निःस्पृहः  
निर्ममो निरहंकारः स शान्तिमधिगच्छति ।

ایسی سکھ

جہاں میں ڈھونڈتے سب ہیں ہمیں ہو ابدی سکھ حاصل  
ملیگا یہ وہاں سے ہی جہاں رہتا ہے یہ کامل

کبھی ڈھونڈیں یہ عورت میں کبھی دولت میں عزت میں  
کبھی تعریف میں اپنی کہ نیکی کا ہوں میں فاعل

حقیقت میں ہے سکھ رہتا پر بھوکے چرن کلوں میں  
شرن میں جو بھی آجائے اُسے ہوگا ضرور حاصل

پنچا در کر دے سب کچھ ہی بنا رکھا ہے جو اپنا  
بجز کرنے خودی کو بھینٹ خوشی ابدی ہے لا حاصل

کلام عارفاں ہے یہ وہی اس جا رہے گا خوش  
پر بھوکے یاد میں ہر دم رہے دن رات بوشاغل

نہیں منشا الگ کرنے کا تم کو کارِ دُنیا سے  
رکھو دل میں پر بھوکے یاد جسم سے خواہ رہو شاغل

بھلے ہی وہ رہے جاہل نگاہ میں دُنیا داروں کی  
مگر دل میں پر بھوکے یاد جسے ہر دم وہ ہے عاقل

صدقِ دل سے سدا چیتے رہو تم نام الیشور کا  
جلانے پر وہ آتے اگر ہو تم میں دردِ دل

رہیگی ہر گھڑی ٹھنڈک سرورِ دل نہ ٹوٹے گا  
فناہ سے دل ہٹا پورن رہو حق سے سدا حاصل

شری سوامی پرکاش پورنام  
جی ہمارا ج پورن

# بھگت نیلامبرداس

جاسے سنگ، ہری آپ میں تاکو کہا رگاڑ ۶

بھگت نیلامبرداس کے مقدّر کا کیا کہنا۔ موہن کی موہنی کشتی باطن سے ان کی طرف بے اختیار کھینچ گئے۔ نیلامبرداس دنیاوی سکھوں سے ہر طرح کا میاب تھے، سکھ تھے۔ استری، پتر، دھن، دولت، جاہ، دھمت، سامان، غیش و عشرت سب کچھ تھا۔ مگر ان تمام پایا دی دنیا کا اُن پر جاؤ نہ چل سکا۔ وہ ایک دن اس حقیقی ناقابل منسوب لاابندی و ازل کی کشتی کے زیر اثر سب کچھ چھوڑ کر چل نکلے۔ کہاں؟ بھگوان کے درشن کرنے کے لئے۔ وہ بھگوان کو یاد کرتے ہوئے جگن ناتھ پوری پہنچے کیلئے شب و روز مسافت کے مصائب اٹھانے لگے۔ اُن کو سمیت کا بھی علم نہ تھا۔ کہ وہ کدھر جا رہے ہیں لیکن پھر بھی وہ جا رہے تھے۔ جدھر ان کا من لے جا رہا تھا۔ جذب دل، کھانے پینے، آرام کرنے کا مطلق خیال نہ تھا۔ دُھن تھی تو صرت ایک ہی جگن ناتھ پہنچ کر بھگوان کے درشنوں کی۔ جگن ناتھ پوری اُن کے گاؤں سے نزدیک نہیں تھی کہ ایک دو دن میں پہنچ جاتے۔ کہاں شمالی میں اُن کا گھر اور کہاں جنوبی پرانت میں شری جگن ناتھ پوری۔ مگر انہیں تو چلتے رہنے کے سوا کچھ خبر نہ تھی۔ اور نہ ہی تھا ان کے سامنے کوئی اور نصب العین۔ خیر مصیبتیں جھیلنے جھیلنے آفرنگنا کی کے کنارے پہنچ گئے۔ گنگا میں طغیانی تھی، زور وں کے ساتھ۔ ہیبت ہر دس کے اُٹھنے اور گرنے کی ہمتیاب خدا سے دل کا پُٹ اُٹھا تھا۔ کوئی کشتی نہیں تھی۔ یہ نظاہر دیکھ کر نیلامبرداس جی گھبرا گئے کہ کس طرح دریا کو پار کیا جائے۔ اور بھگوان کے چرنوں میں سکون حاصل کیا جائے۔ کوئی تجویز نہ تھی۔ نہیں پڑتی تھی۔ آخر بھگوان کی پراہن میں ہمہ تن موہ گئے۔ کچھ وقت اسی طرح گزر گیا۔ آخر ایک چھوڑا ہوا گہرا ندی میں جال پھینک کر پھیل پڑا پکڑا کشتی سمیت وہیں آ پہنچا۔ اُسے دیکھ کر نیلامبرداس پر خوشی کا عالم طاری ہو گیا۔ اُس نے بھگوان کو دھنیہ وا دیتے ہوئے ماہی گیر کو آواز دی۔ اے بھائی! کشتی کو اُدھر لے آ۔ اور اس مصیبت کے وقت مجھے ندی سے پار کر دے۔ پیسوں کے لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پار پہنچے پر جو تو مانگے گا ضرور دے دیا جائے گا۔ ماہی گیر کی باچھیں کھل گئیں۔ دل میں سوچنے لگا۔ تھکا ر اچھا پھنسا اس نے نیلامبرداس کو کشتی پر چڑھا لیا اور دیا میں آ کر گیا۔ ماہی گیر اس غرض سے کہ نیلامبرداس کو اس سس میری کی حالت میں جان سے مار کر سب کچھ چھین لیا جائے۔ کشتی کو بلا دم دریا کے گرداب کی طرف بڑھانے لگا۔ نیلامبرداس نے بھی اس کے طور و اطوار سے اُس کی نیت کو بھانپ لیا۔ اُنہوں نے ایشور پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے بڑی بیخوفی کے ساتھ کہا۔ بھائی! تیرا اس طرح

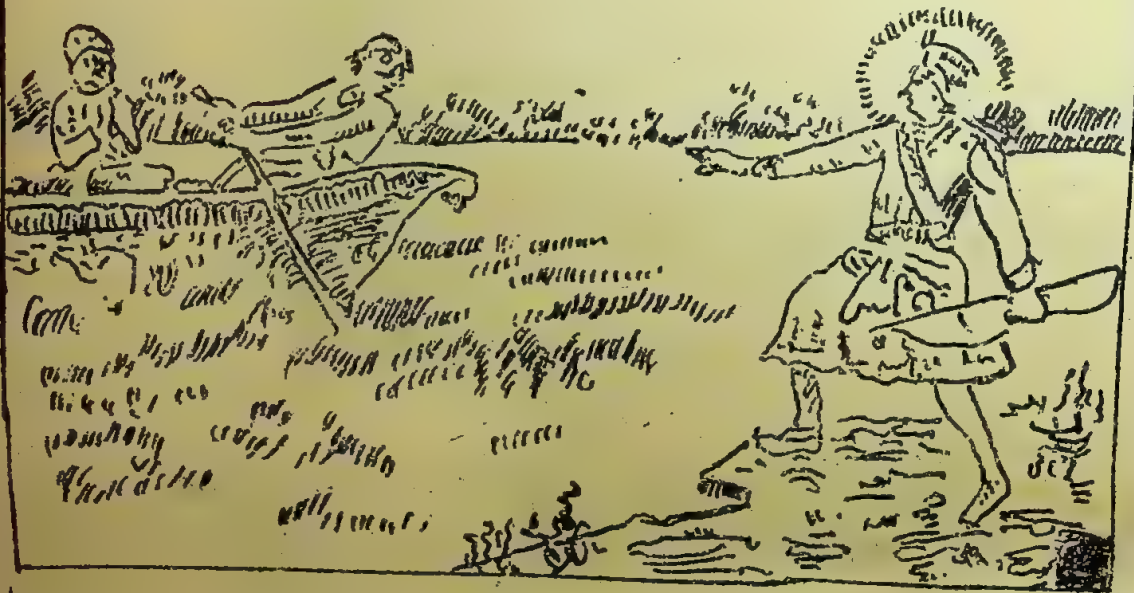


کشتی کو بے مقصد اُدھر اُدھر لے جانے کا کیا مطلب ہے؟ کیا تو مجھے مارنا چاہتا ہے؟ اچھی بات۔ میں دیکھوں گا تو کس طرح اپنے ارادہ میں کامیاب ہو سکتا ہے؟

نیلامبر داس کے یہ الفاظ سن کر ماہی گیر نے..... خوفناک ہنسی کے ساتھ کہا۔ ”تم تو بڑے دھرماتما اور ایشور بھگت معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے جس کو یاد کرنا ہو کر لو کیونکہ تھوڑی سی دیر میں تمہارا کام تمام ہو جائے گا“

نیلامبر داس جی اُس کی دھکی سے یا موت کو سامنے دیکھ کر بالکل نہ گھبرائے اور ایشور کو یاد کرنے میں محو ہو گئے۔ لپٹے میں پیچھے سے ایک بڑی رعب دار آواز کاؤں میں آئی۔ ماہی گیر کا دل کانپ اُٹھا اور نیلامبر داس کو کوئی مسرت حاصل ہوئی۔ دونوں نے مڑ کر دیکھا کہ کنارے پر ایک بالکا راجپوت تیر و دکان تانے کھڑا ماہی گیر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

”اے پھوسے! اُدھر کشتی لے آ۔ اگر تجھے زندگی کی امید ہے تو فوراً اس کنارے سے کشتی کو لگا۔“  
ماہی گیر کا رنگ فق ہو گیا۔ دل مارے خوف کے کانپ اُٹھا۔ مگر پھر بھی اُس نے کانپتے ہوئے بازوؤں سے کشتی کو اگے ہی لے جانے کے لئے چڑھا مارا۔ اتنے میں ایک سنسانا تیر کشتی میں لگا۔ اور ہیبتناک لکار فضا میں گونج گئی۔ ”خبردار! ادنیٰ چ مجھ سے۔ تو باتوں سے ماننے والا نظر نہیں آتا۔ اب کے ایک یا چ بھی کشتی کو اگے لیجانے کی کوشش کی۔“ اور دسرا تیر تیرے سینے کے اندر پیوست ہو گا۔“



اب ماہی گیر کے ہوش بھگانے لگے اور سمجھا کہ اب کنارے پر کشتی لگائے بغیر زندگی کی خبر نہیں۔ چنانچہ اُس نے فوراً کشتی کو کنارے آ لگایا۔

راجپوت نوجوان نے کہا۔ ارنکھوے! دیکھو میں تم جیسے لوگوں کا جو غریبوں اور بے نوادوں کو ناحق ستلے،  
لوٹنے اور مارنے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں، مجسم کال ہوں۔  
راجپوت کے یہ الفاظ سن کر نیلا مبرداس نے اس کا برا دھینے دا کرتے ہوئے کہا۔ اے محسن اعلیٰ! آج آپ  
نے عین دقت پر میری امداد کی اور مجھے موت کے منہ سے بچالیا۔ ایک اور بھی ہربانی کریں اور مجھے جگن ناتھ پوری  
جانے کا راستہ بتادیں۔ میں بھگوان کے درشنوں کے لئے از حد بیتاب ہوں۔

نوجوان راجپوت نے نیلا مبرداس کو تسلی دی اور باہمی گہرے فحش مکالمے میں کہا "جلد اس برہمن دیوتا کو مندی کے  
دوسرے کنارے چھوڑ آؤ۔ میں تمہاری اس گناہ سے جو بے نگرانی کروں گا۔ اگر وہ ابھی تو نے خرابی کی تو مجھے لوبھا  
سے ہی سننا تا ہوا تیرا پیغام اجل بن کر تمہارے سینے سے پار ہو جائے گا۔"  
ماہی گرنے اتنے میں ہی اپنی خلاصی دیکھتے ہوئے نوجوان راجپوت کے قدموں کو چھو اور بھگت نیلا مبر  
کو کشتی پر بٹھالیا۔ نیلا مبرداس نے جاتی دفعہ ایک احسانندانہ نگاہ اس راجپوت پر ڈالی اور ان کو ایسا معلوم  
ہوا کہ وہ راجپوت کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ پرانا کاہی سرد پ ہے۔ اس کے درشنوں سے وہ گدگد ہو گیا۔  
صبح ہے۔

"ڈنڈا پیراے دگر پیاں تگر پیاں دا"

تو گن پرش سختی سے ہی راہ راست پر آتے ہیں۔

دوسرے کنارے پر پہنچ کر نیلا مبرداس نے پھر اپنی راہ لی۔ کچھ دنوں بعد جگن ناتھ پوری پہنچ ہی گئے  
اتفاقاً اسی دن رتھ ہاتراتھ تھی۔ ساری پوری پر آئندہ کی گھٹائی چھا رہی تھیں۔ بھگوان کے رتھ کے ساتھ  
ہزاروں زن و مرد بھگت کے گیت گارہے تھے۔ یہ دیکھ کر بھگت نیلا مبرداس کا دل بلیوں اُچھلنے لگا۔ مدت کی مراد  
بر آئی۔ وجہیں آکر رتھ کے سامنے ناچنے لگے۔ آنکھوں سے پریم کی دھار بہ رہی تھی۔ آخر وہ فور جذبات میں اتنا  
بیخود ہو گیا۔ نیلا مبرداس نے تیری جگن ناتھ کے پریم میں مگن ہو کر مین کی بات پر کھوکھو کہی۔ بھگت اور بھگت بھگت  
میں آنکھیں چار بوتے ہی پراسرار بات چیت ہو گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے نیلا مبرداس ہی رتھ کے سامنے گر  
پڑے اور ان کی آتما بھگوان کی آتما میں لین ہو گئی۔ لوگ ان کی سہمی بھگتی و جذبہ عشق کو دیکھ کر عشق عشق کر  
اٹھے + (ادم شہ)

### پریم پیالہ

پریم پیالہ جو پیہ سسین دکشا ہے  
پریم پیالہ بھر پیار اس رہا گور کیا  
پریم پریم سب کو پیہ پریم نہ جھنکے  
اپا پریم کہاں کیا دیکھا تھا سب کو  
لو بھی سسین نہ دے کے نام پریم کالے  
دیا نقارہ شبد کالال کھڑے میدان  
اکھ پر جھنپا ہے پریم کہاں سوئے  
چھن رتھ چھن میں پیہ سو تو پریم پوئے  
غوطہ مارا سیدھ میں موتی لائے پیوٹے  
وہ موتی کیا پائیں گے جو ہے تیرا پیوٹے



## ”سندر سپن!“

شری ساجن بھارتی  
 بیباکھ کی بہار دہ آغوش رنگین نضائے نے سخن چن  
 گولانہ زار بنادیا تھا۔  
 سورج کی گنگا جمنہ کرنیں صبا کے بہاریں مست و  
 سرشار شاخوں کی گل بداسن پٹیوں سے آنکھ پھولی کھیل  
 رہی تھیں  
 نسیم کے ستانہ دار لطیف جھونکے خوشنما پھولا  
 کی نازک پنکھڑیوں سے اٹھکھیلیاں کر رہے تھے۔  
 رنگین تبتلیاں پھولوں پر رقص فرما تھیں۔  
 بھونرا کلیوں کے پریم میں گمن، پریم کے رس  
 بھرے گیت گاد رہا تھا۔  
 اور میری آنکھیں اپنے ”شرش کہنائی“ کے  
 ”کول ادھروں“ پر رقص کر نیوالی ”مدھر سکان“  
 کا ”سندر سپن“ دیکھ رہی تھیں

## رُباعیات

شری ساجن بھارتی  
 اللہ عطا کرنا نہ عظمت مجھکو  
 دینا نہ فرشتوں پہ نفیلت مجھکو  
 اک بار زکا لا گیا جس جنت سے  
 اب ایسی نہیں چاہیے جنت مجھکو

احساس خوشی و شادمانی۔ توبہ  
 تمیز شکست و کامرانی۔ توبہ  
 دل ”رنگِ دولی“ سے ہو گیا بیزار  
 اُن یہ شوقِ زبوں۔ ”ذوقِ فانی“ توبہ

بوتوں کی جان اور نشان  
 بی بوت پالش  
 روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں



# بھگت چندری داس

شیخ ریا رام شاہ فیروز پوری

پنجابی زبان میں پیرانجھ کا تھہ لکھ کر سید دارث شاہ نے اپنے نام کو امر کر دیا ہے۔ اس قصے کے چند ایک ماحول کا کہنا ہے۔ کہ پھیر نام ہے روح کا اور راجھا نام ہے جسم کا۔ جس طرح روح کے بغیر جسم اور جسم کے بغیر روح کا کوئی مرنی ہو نہیں سکتا۔ اسی طرح پھیر کے بغیر راجھے اور راجھے کے بغیر پھیر کا حال بالکل تباہ تھا۔ اسی قسم کا ایک قصہ ملک ننگال میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ جو بھگت چندری داس اور راما دھوبن کے بارے میں ہے۔

ہندوستان کے قدیم فلسفے نے محبت کو تین مدارج میں تقسیم کر رکھا ہے۔

اول :- عشق مجازی یا جنسی اختلاط۔

دوئم :- عشق حقیقی یا علانانہ اتصال۔

سوم :- عشق روحانی یا جزو کا اپنے کل میں سما جانا۔

علامہ ازیں اُپشددوں کی رو سے یہ تین اقسام کے عشق انفرادی حیثیت کے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ عشق روحانی

کی ہی مختلف کڑیاں ہیں۔ بہ الفاظ دیگر جسم کی قربت۔ بوس و کنار۔ وظیفہ زودیت۔ شعر و شاعری۔ رقص و سرود حمد و ثنا۔ توصیف و مراقبہ۔ خود شناسی و خود فراموشی وغیرہ اظہار محبت کے مختلف ذرائع ہیں۔ اور عشق روحانی کے ابتدائی۔ ثانوی اور ضمنی مرحلے ہیں۔ دشنومت کے پجاریوں نے اس فلسفے کو رادھا اور کرشن کی مشہور تمثال کے حوالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں کرشن کو بھگوان اور گروپوں کو انسانی ارواح اور پنداریں کو میدان آکا ہی کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ بعد ازاں دشنومت کے اسی فلسفے کو تانترک شاخ کے بود دھوں نے اپنے مٹھوں میں عملی صورت میں رائج کیا۔ دیوداسیوں کو دیوتا کے بت کے سامنے ناچنا پڑنا تھا۔ فن موسیقی یا راگ دیبا کو علم معرفت اور تصوف کی ایک ضروری شاخ قرار دیا گیا۔ اور وصل خداوندی سے وابستہ کتب کا بیشتر حصہ شعر و شاعری اور نظموں کی شکل میں تصنیف کیا گیا۔ دیوتاؤں کو خوش رکھنے کے لئے بھجن۔ کیرتن۔ شبد۔ جاپ اور الاپ پر خاص زور دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ چندری داس بھی اسی قسم کے ایک مندر کا پجاری تھا۔ شعر و شاعری اور فن موسیقی میں کمال شرس



حاصل تھی۔ تمام چھوٹے بڑے اُس کی سیرت اور صورت کے غلام تھے۔ چنڈی داس چودھویں صدی عیسوی میں جو پورے  
 قریب چار میں واقع داسلی دیوی کے مندر کا ہر دلخیز بچاری تھا۔ اور ذات کا براہمن تھا۔ ایک دن وہ دریا کے کنارے  
 کنارے جہاں عورتیں کپڑے دھو رہی تھیں۔ چلا جا رہا تھا۔ اُن عورتوں میں ایک نوجوان دوشیزہ راتھی بھی تھی۔ جو ذات کی  
 دھوبن تھی۔ مگر جس میں کسی شہزادی یا دیو داس سے کم نہ تھی۔ دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں۔ پہلی جھلک میں صبر کا پیمانہ  
 چھلک گیا۔ بھگت چنڈی داس اُس ہی لمحہ راتھی کے عشق میں سرشار ہو کر بجلے مندر کا بچاری رہنے کے پریم بچاری بن گیا۔  
 راتھی نہایت ہی حسین اور شریف لڑکی تھی۔ مگر سماج کی لگاؤوں میں ایک دھوبن کسی براہمن کی کچھ بھی نہیں جوسکتی۔ تاہم  
 چنڈی داس نے اپنے لیتوں میں کھلے بندوں اپنے عشق کا اقبال کیا۔ چنڈی داس کے گیت پیار کی حدود سے نکل کر پرستش  
 کے درجہ تک پہنچے ہوئے جذبات سے معمور تھے۔ چنڈی داس کہے۔

میر کا تجو بہ میں نے تیرے قدموں میں پناہ لی۔ جب تو سامنے نہیں آتی تو مجھے چین نہیں آتی۔ تو میرے لئے اُسی طرح  
 ہے۔ جس طرح ایک بکس کے لئے ماں۔ تو میری دیوی تو میرا خدا ہے۔ تو میرے گلے کی مالا ہے۔ تم میری پرستش اور میری  
 دعاؤں کی سجدہ گاہ ہو۔ میں تمہارے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔ اپنے خوبصورت بالوں میں پھولوں کا گجرانہ لگا یا کر د  
 اُبھرتے ہوئے جون کے گرد انگیانہ کھینچا کر د۔ میں دی ہوئی چنگاریوں کی ہوئی خواہشوں۔ ممنوع نمائندوں اور شکست  
 تیروں کے سہارے کب تک اڑتا رہوں گا۔ میری زندگی راحت نہیں۔ رنج بھی نہیں بلکہ ایک جستجو ہے۔ تیرے پیار میں  
 رہنے کے بجائے ایک مرتبہ بطور شعلہ بلند ہو کر بجھ جانے کو چاہتا ہے۔ محبت ہی خدا کی سب سے بڑی  
 طاقت ہے۔ فرض۔ اصول گمان اور مذہب کی دیواریں اس عظیم طاقت کے سامنے محض کھڑے ہیں۔ ساری خلقت ایک  
 اشتراک میں بندھی ہوئی ہے۔ تکلیف بڑے کو جو یا چھوٹے کو ہو تمام کائنات میں پھیل جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی میرے  
 دل میں کوئی خواہش نہیں ہے۔“

چنڈی داس کے گیت راتھی کی بدنامی کا باعث بن گئے۔ یہ دیکھ کر چنڈی داس کو تو براہمنوں نے اپنی برادری سے  
 خارج کر دیا۔ ادھر راتھی کی ماں کو پتہ چلا تو اُس نے بیٹی کو مار مار کر کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ گھر سے باہر جانے پر پابند  
 لگا دی۔ راتھی نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور دن بدن سُوکھ کر کاٹا ہوئی گئی۔

چنڈی داس کے درد بھرے گیت جو اُس نے راتھی کے پیار میں کیے تھادوں میں بارہ سال تک گونجتے رہے۔  
 بچے چنڈی داس کو دیوانہ سمجھ کر اُسے پتھر مارتے۔ مگر وہ پاگلوں کی طرح مبتلا اور گانا پڑھا راتھی کی گلیوں میں گھومنا کرتا۔ راتھی  
 بھی یہ خبریں سن سن کر مذہال ہوئی جاتی تھی اُسے دق کا مرض لاحق ہو چکا تھا۔ ادھر چنڈی داس مرض دیوانگی میں مبتلا  
 تھا۔ یہ ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر چنڈی کے بڑے بھائی رومی داس کو بہت ترس آیا۔ اُس نے چنڈی داس کے گورو سوامی  
 سچا مندی سے پرار تھا کی کہ مجھے آپ کے کریں۔ گورو جی نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ چنڈی داس کے سر پر رکھا اور  
 محبت کا فلسفہ سمجھاتے ہوئے کہا۔ میرے بچے میں چاہتا ہوں کہ تم محبت کی زندگی گزارو۔ عشق مجازی  
 اور عشق حقیقی کھینچا تمہارے عشق ہیں۔ عشق مجازی میں آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی مشرتہ پر قبضہ کرے  
 اُسے اپنا بنائے۔ یو سکے تو اُسے اپنی بیوی یا داسی بنا کر عشق کرے۔ بھلا کسی نازک بدن دوشیزہ کو غلامی کی زنجیروں  
 میں جکڑنا کیاں کا عشق ہے۔ اگر تم عشق حقیقی کی طرف مائل ہوتے ہو تو تمہاری یہ خواہش ہوگی کہ تم اپنے خدا یا محبوب  
 کے یو جاؤ۔ اُس کی رضا کے سامنے سر کو جھکاؤ۔ اُسے مالک اور خود کو اُس کا غلام سمجھو۔ مگر یہ خودی کے خلاف ہے

دید دیاس جی تو کہہ گئے ہیں کہ سرودہ ہے جو خدا کے ساتھ بھی نہ جھکنے پائے۔ اس لئے میرے عزیز شاگرد عشق روحانی ہی سبب سے افضل ہے۔ جس میں نہ تو کسی کا غلام بننے کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی کو غلام بنانے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ عاشق عاشق نہیں رہتا، معشوق معشوق نہیں رہتا۔ دونوں گھل مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ تو تو نہ رمل میں ہیں نہ رمل۔ بس جھگڑا خودی کا پاک ہوا۔

”میرے ہونا چاہئے۔ رامی کے عشق مجازی سے باز آؤ۔ اس سے عشق حقیقی بھی نہ کرو۔ اگر کرنا ہی چاہتے ہو تو اس سے عشق روحانی کرو۔ دنیا کے بنائے دالے رام کو مونث روپ میں رامی کے اندر دیکھو۔ بہت برا کلیان ہوگا۔ عشق روحانی بڑا آسان ہے۔ یعنی عشق مجازی سے دستبردار ہو جانے کا نام ہی عشق روحانی ہے۔ محبت میں ہمارے جلنے کو ہی حجت مانا جاتا ہے۔ میرے ہونا رخت جگر اپنے بھائی کا کہا مان لو اور گھر چلے جاؤ۔ اپنے بھائی کی رزی داس کی آہ و فزاید اور گورو سپرناند کی خوشنودی کی خاطر چند ہی داس گھر لوٹ آیا اور اعلان کر دیا کہ رامی کے عشق مجازی سے میرا کوئی سروکار نہیں۔ وہ جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ میرا اس سے اب کوئی جھاننا یا مجازی سروکار نہیں ہے۔ یہ سن کر رامی کو عشق آگیا اور وہ بھی بھٹی بھٹی لگا یوں سے آسمان کو ٹکٹنے لگی جیسے کہ وہاں چند ہی داس بیٹھا ہو۔

چند ہی داس کے اعلان دستبرداری سے برادری دالے براہین بہت خوش ہوئے اور اسے شددھ کرنے کی رسم کی تیاریاں کرنے لگے ان کا خیال تھا کہ شودر قوم کی رطبی سے پیار کرنے والے آدمی کا دل اور جسم ناپاک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کی خاطر یوں کی آگ نے فضا کو منور کر دیا۔ دید مشرعوں کے الاپ کے باعث جدائی کیفیت چھا گئی۔ چند ہی داس بھی وہاں لائے گئے۔ اور شددھ کی رسم کا آرمہ ہوا کہ اتنے میں رامی وہاں آئیں ہی تب چند ہی داس کو سوائے رامی کے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ دونوں تیزی سے دور کر ایک دوسرے سے بدل کر ہو گئے۔ عشق کھاکر زمین پر گر پڑے۔ اور اسی وقت ان کی روح ہمیشہ کے لئے قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ وہاں بیٹھے ہوئے چند ایک نیک دل براہمنوں کو ایسا رابی ملاپ دکھائی دیا۔ جسے رامی ”ادھا“ ہوا اور چند ہی داس ”شرش“۔ ”ادم شرم“

## ”بھگوت پریم انک“

جنوری ۱۹۴۲ء کا سالنامہ ”پریم انک“ کے نام سے منسوب ہوگا۔ ہماری اپنے معزز نامہ نگار صاحبان سے پرار تھنا ہے کہ وہ اپنے مضامین ۱۵ ستمبر ۱۹۴۱ء تک بھیجنے کی کرا کریں۔  
”نجر ادم“ دہلی



# عاشق و حامی

ایس عشق دے اُٹھے چالے۔ بھر بھر دیندا زہر یا ہے  
 سیدک پی ہوون متوالے۔ مکھتیں کچھ نہ کہندے نی  
 عاشق مسیت ہو رہندے نی  
 عشق ہوراں دے اُٹھے رٹے۔ عاشق پھرن پھینے پھٹے  
 لڑکی مارن پھڑ پھڑوٹے۔ ایہہ گل عاشق کہندے نی  
 عاشق مسیت ہو رہندے نی  
 ایس عشق دی جاں اگ بھر کے۔ لوکی دیون سولی پھڑکے  
 عاشق دادیل ذرہ نہ دھڑکے۔ چوٹا سر پر سمندے نی  
 عاشق مسیت ہو رہندے نی  
 عشق ہو ری جد نشے چھکا دن۔ گھر باہر دی موش بھلا دن  
 مکھتیں مسیت ہو رہندے نی  
 عاشق پھر دسدا جیرانے۔ لوکی سا مارن طعنے !  
 عاشق دسدے لامکانے۔ صم بکن بہندے نی  
 عاشق مسیت ہو رہندے نی  
 مسیت رام کو جانو جھلا۔ مکھتیں رام نہ کہندے اللہ  
 دوجے دا نہیں پھڑ دایہ۔ سوہنگ موہنگ کہندے نی  
 عاشق مسیت ہو رہندے نی

## سچا عاشق

← از ہرنامہ شہنشاہ جی ہزاراج

سچا عاشق ہے جو وہ خوف و خطر کیا جانے  
 عشق کے ادب کے رتبے کو خدایا ہی جانے  
 رتبہ و جنوں و لیلے تو جانے کوئی  
 صبر کہتے ہیں جسے شمع سے جا کر پوچھو  
 دیکھ سکتی ہی نہیں دینا کی آنکھیں اسکو  
 نا صبح تجھ کو خبر دین کی دینا کی سہی  
 جاننا اس کو ہے تو جا کے شہنشاہ سے ملو  
 حسن یکتا کی قدر علم و ہنر کیا جانے  
 پر جلیں یاں پہ نرشتوں کے بشر کیا جانے  
 حسن لیلے کو بھلا شمس و قمر کیا جانے  
 اور پروانہ بھلا صبر و شکر کیا جانے  
 نور کیا شے ہے بھلا کور نظر کیا جانے  
 ہے جو دونو سے پرے اسکو مگر کیا جانے  
 جو نہیں اس سے ملا۔ اسکی خبر کیا جانے

# حکیم نند لال صاحب حکیم حاذق کے چند خاص مخبریات

اکسیر دماغ المعروف برہمی رسائن :- دماغ کی طاقت

کیلئے خاص دوا ہے۔ ہر قسم کی دماغی کمزوری کو دور کر کے حافظہ کو تیز کرتی ہے۔ یادداشت بڑھ جاتی ہے۔ دماغی کام کرنے والوں مثلاً طالب علموں اور پر دخیروں کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ایک ماہ کے لئے 6ہ خوراک - 15 روپیہ

دوا کے ماسخورہ :- آج کل یہ بیماری اس قدر بڑھ رہی ہے کہ شاید سو میں سے پانچ آدمی اس سے متعلق ہو۔ اس بیماری سے دانش کی جڑیں نکل جاتی ہیں۔ مٹھوں سے خون اور پیپ نکلتا ہے۔ منہ سے بد بو آتی ہے۔ براغضرا ہو جاتا ہے۔ دانت پلنے لگتے ہیں اور آہستہ آہستہ سب نیکل جاتے ہیں اور مضوی دانتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کیلئے منجن یا برش کرنا مفید نہیں رہتا۔ کیونکہ مسواک سے زخمی ہونے کی وجہ سے رگڑ برداشت نہیں کر سکتے۔ دوا کے ماسخورہ اس بیماری کو دور کرنے کے لئے بہترین دوا ہے۔ صبح و شام مسودوں پر لگا دیں۔ قیمت فی شیشی 2 روپیہ 2

اکسیر چشم :- آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ دھند جالا۔ ٹکڑے۔ آنکھوں سے پانی آنا اور سرخی کو بہت جلد ٹھیک کر دیتی ہے۔ بچوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی 1 روپیہ 1

جواہر مرہ پیش :- دل کی کمزوری کے لئے نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ جس کی پہلی خوراک ہی اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ جب دل ڈوبا ہو۔ ٹھنڈا پسینہ آ رہا ہو۔ اور ہلکے پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ہوں تو

خوراک ایک خوراک کھلا دیں۔ بہت جلدی طبیعت۔ سنبھل جاؤ گی

قیمت فی ماشہ 5/- 16 خوراک

اکسیر لول :- جب تگڑہ دھنا کمزور ہو جاتا ہے۔ تریشا بار بار آتا ہے۔ بوڑھوں میں یہ تکلیف اکثر پائی جاتی ہے۔ دن رات میں کسی دفعہ پیشاب کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ رات کی نیند خراب ہوتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کے لئے 15 روپیہ

جوبہ و حجہ المفصل جوڑوں کے درد خواہ زیادتی

رجح کی وجہ سے پیدا ہوں یا لمج کی وجہ سے یا ورک الیڈ کے حج ہونے سے سب کے لئے یکساں مفید ہیں۔ نئی بیماری پندرہ یوم اور پرانی بیماری ایک ماہ میں دور ہو جاتی ہے۔ قیمت ایک ماہ کیلئے 15 روپیہ ایک سفقہ کے لئے 4 روپیہ

آئندہ شیل :- یہ تیل ہر قسم کے دردوں پر مالش کرنے سے بہت جلد آرام دیتا ہے۔ درد خواہ نمونیا کا ہو یا گنٹھیا کا ہر حالت میں نافذ کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی 2 روپیہ 2

مرہم خارش :- کھجلی خواہ کسی جگہ پر ہو۔ بیمار کو بہت پریشان کرتی ہے۔ اس مرہم کی مالش کرنے سے بہت جلدی آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت فی ڈیمہ ایک ادش 1 روپیہ 1

نوٹ :- علاوہ انہی ہر ایک بیماری کے متعلق مفصل حالات لکھ کر مشورہ مفت حاصل کریں۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ بالفائدہ آنا ضروری ہے۔

بھگت سنگھ مارکیٹ نئی دہلی

لئے کا پتہ :- آریور ویک یونانی ہیڈ ٹیکل ہال - 128 - بھگت سنگھ مارکیٹ نئی دہلی



# انسانوں کی بستی

از ناز سونی بستی

اس مکر و فریب کی دنیا میں ہر اہل دل گھبراتا ہے  
 ہے صبر و سکون و قرار کسے کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے  
 اس انسانوں کی بستی میں بستے ہیں زندہ و خواتین  
 انسان وہ کام کا انسان ہے جو کام انسان کہے آتا ہے  
 آرام کے طالب ہے ہر دم آرام اٹھانے پڑتے ہیں  
 جو دیتا ہے وہ لیتا ہے جو کھوتا ہے وہ پاتا ہے  
 ساحل کی تمنا کیوں کرتا وہ کوئی سہارا کیوں ڈھونڈتے  
 موجوں کے تھپیڑے کھا کھا کر جو اپنا دل سہلاتا ہے  
 اے حضرت دل کچھ ہوش میرا، دیوانہ نہیں ٹھیک نہیں  
 تیرے ہر جانی بننے کا ہر کوئی مذاق اڑاتا ہے  
 فریاد اثر سے خالی ہو جاتی ہے ہاں معلوم نہیں  
 ہم جس کو غم دل کہتے ہیں اس میں کیا کہلاتا ہے؟

اے ناز واداکے متوالے اے رنگ و نور کے شیدائی

وہ تیرے ناز اٹھائینگے جن کے تو ناز اٹھاتا ہے!

# زندگی اور موت کے سوال کا حل

## از شعی کسابلہ ام جی سٹنلی بی۔ اے

لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو جانا ہے ضروری مرے گا۔ بات بالکل صحیح ہے۔ اس کے لئے پرمان یا دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ ایک پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا مرتا ہے۔ بلکہ جو ہمارے روبرو پیدا ہوا۔ پرورش پائی۔ اور کچھ سے جوان ہوا۔ وہی ہمارے دیکھتے دیکھتے موت کی گود میں جا سویا۔ یہ سب کچھ بازیگر کے ہاتھ کی طرح ہو گیا۔ بازیگر نے اگر تماشا کرنا شروع کیا۔ سب سے سامنے ام کی گھٹلی زمین میں دبا لی۔ پانی ڈالا اور پھیلانی۔ کچھ دیر بعد پودا بن گیا۔ پھر درخت ہو گیا۔ پھول آگیا۔ پھل لگ گیا۔ سب نے اچھی طرح سے دیکھا لیکن چادر سے اٹھاتے ہی درخت غائب۔ چلو تماشا ختم۔ مجھو جھو آتما امر ہے۔ وہ بذاتِ خود ناش ہونے والا نہیں ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ ایک شکل یا صورت میں رہنے والا بھی نہیں۔ سنسار میں جس قدر بدارتق ہیں۔ جتنی بھی اشیائے ہیں۔ سستی سب کی قائم رہتی ہے۔ لیکن ایک شکل میں نہیں۔ سونا ایک چیز ہے۔ کنگن اس کی شکل ہے۔ جب کنگن سے آرسی تیار کر دالی گئی۔ تب شکل تو تبدیل ہو گئی لیکن سونے کا وجود اسی طرح قائم رہتا ہے۔

دچارنے کی بات ہے۔ کہ کیا کوئی ہمیشہ ایک شکل میں قائم رہ سکتا ہے۔ تو سب ہی جواب دیں گے کہ نہیں کیونکہ تجربہ اور مشاہدہ ہر ایک کو بتلا رہا ہے۔ کہ جو پیدا ہوا ہے۔ ضرور مرے گا۔ انسان کا تو بصورتِ جسم رُوح کے جدا ہوتے ہی خاک میں مل کر خاک ہو جاتا ہے۔ اس کے ذرے دوسری شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ پہلی شکل مندوم ہو جاتی ہے۔ نظر تک نہیں آتی۔ اسی کو لوگ مرنا کہتے ہیں۔ جو مر گیا سو مر گیا۔ پھر وہ کہاں۔ یہ ضرور ہے کہ مرنے والے کی امرت یا کسی دوسری شکل کو اختیار کر کے دُنیا میں آجود ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ پہلی شکل تو غائب ہو جاتی ہے۔ وہ تو لاکھوں تداویر کرنے پر بھی نہیں مل سکتی۔ بس یہی ایک وجہ ہے کہ مرنے کا دکھ مانا جاتا ہے۔ ورنہ بات یہی کہتا ہے ایسا تو مونا ہی ہے۔

دُنیاوی عیش و عشرت میں پھنسا ہوا انسان۔ جذبات کا غلام بنا ہوا انسان۔ رغبت اور نفرت کے دوپاٹوں میں آیا ہوا انسان۔ یہ کب سوچتا ہے کہ یہ میری ہستی برائے نام ہستی ہے۔ میری دَآتما کی شکل نہیں۔ صورت نہیں۔ تصویر نہیں۔ برقی نہیں۔ جو کچھ بھی ہے وہ اس جسم کی ہے۔ اور یہ جسم مجھ سے جدا ہے ایک روز تو بالکل ہی جدا ہو جاوے گا۔ اور مجھے کوئی دوسرا جسم دھارن کرنا پڑے گا۔ میں اسی طرح شروع سے جنم مرنے کے سلسلہ میں شرفِ جلا اور اہل یوں اور جیت تک اس جنم کے چکر سے چھوٹ کر نجات نہ پاؤں گا۔ تب تک اسی طرح گھومتا رہوں گا اور دکھ پاتا رہوں گا یہ نہیں سوچتا کہ دُنیاوی ساز و سامان سب مجھ سے جدا ہوا ہیں۔ اور سب ناش ہونے والے ہیں۔ میرا ان سے کوئی بھی سمبند نہ نہیں ہے۔ اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔

یہ نہیں سوچتا کہ گھر بار کے لوگ اور یار دوست یہ بھی سب مجھ سے جدا ہوا ہیں۔ نہ یہ میرے ہو سکتے ہیں اور نہ



میں اُن کا۔ دور دراز کے مسافروں کی طرح سے ریل کے کمرے میں آجھ ہوئے ہیں۔ جس وقت جس کا مقام آئیگا وہ اُسی وقت اپنا ڈنڈ ٹکنڈل اٹھا کر چلتا ہے گا۔ غرض سوچنے کیلئے سب کچھ ہے۔ اور یہی وجہ اس کو نیکی کے راستہ پر لا سکتی ہے۔ انسان کی پوچھا پوچھا۔ روزہ نماز عبادت بندگی۔ اور جو کچھ بھی یہ بشر کے لئے یاد دھرم کے نام پر کرتا ہے۔ تب ہی سچل ہو سکتی ہے۔ کہ جب اپنے آپ کا دُچار کرے ورنہ سب کچھ بے سود۔ مراد آباد کے برتن مشہور ہیں۔ لکھنؤ میں کپڑا بنتا ہے۔ اگر وہ دریاں تیار ہوتی ہیں۔ ملکیت اور بیٹی تجارت کے دو بڑے شہر ہیں۔ اس سبق کو روز رٹے جائیے۔ نتیجہ کچھ بھی نہیں ہاں ان میں سے کوئی تجارت کر کے روپیہ کمایا جاوے تو سب کچھ ٹھیک ہے۔

اے دُنیادار دایا دینا پرستو! زندگی کے بعد موت ہے۔ موت کے منہ میں پرنے سے پہلے زندگی کو کامیاب بنالو۔ تم نے سنا ہوگا کہ بہت سے راجہ ہمارا راجہ امر سوئے۔ یعنی اُن کی کیرٹی اُن کی نیک نامی اُن کی زندگی کے کارنامے آج تک زبان ذو خلاقی ہیں۔ اسی لئے اُن کو امر کے لفظ سے پکارا جاتا ہے۔ بقول سعدی زندہ است نام تو شیر داں بدل گرچہ بسے گذشت کہ نوشیر داں ماند

آپ بھی اپنے آپ کو نیک بنادیں۔ پھر آپ بھی اُسی درجہ کے مستحق ہو جاویں گے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرنے کو سب ہی مریں گے۔ حاکم بھی مرے گا اور محکوم بھی۔ نیک بھی مرے گا اور بد بھی۔ دھرماتما بھی مرے گا اور ظالم بھی۔ بھلا بھی مرے گا اور بُرا بھی۔ جوان بھی مرے گا اور بوڑھا بھی۔ امیر بھی مرے گا اور فقیر بھی۔ ستانے والا بھی مرے گا اور ستایا جانے والا بھی۔ شہ زور بھی مرے گا اور کمزور بھی غرضیکہ مریں گے سب باقی کوئی نہیں بچے گا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ کوئی دودن پہلے جائیگا اور کوئی دودن پیچھے پھر اس سے کیا جانا تو سب کو ہی ہے۔ اب سوال جانے یا نہ جانے کا نہیں ہے۔ بلکہ سوال ہے نیک نام اور امریت کا۔ سوال ہے اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کا۔ اور سوال ہے دُنیا میں شانتی اور سکھ پھیلانے کا۔ یہ سب کچھ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب اپنی اہلیت پر غور کیا جاوے۔ اپنی طاقت کا اندازہ لگایا جاوے اپنے اور غیر کے سمبندھ میں نظر ڈالی جاوے اور قانون قدرت کے مطابق عمل کیا جاوے۔ ورنہ یہ

کل جو تھا موجود ہم میں آج وہ معدوم ہے۔  
کل جو تھا زندہ سلامت آج وہ محروم ہے۔

”شری رام مہا“۔ ۱۶ صفحات کا خوبصورت ٹریکٹ جس میں بھگوان رام کی ہمیں شاندار بھجی اکرنت کئے گئے ہیں۔ مفت حاصل کریں۔ ملنے کا پتہ:۔ منویر لال ادبرائے ۱۰ اکلاک ٹاؤن ناگپور

”سکھنی صاحب“۔ ترجمہ حکیم ریلداس جی مغنپر۔ قیمت حصہ اول ایک روپیہ حصہ دوم دو روپیہ  
”میر صحت“۔ مصنف حکیم نند لال پوری قیمت دعائی صرف ۱/۸۱  
رسالہ ”ادم“ دہلی اجیری ٹریکٹ سے حاصل کریں:

# فہرست کتب

دھارمک کتابیں

## جو دفتر سالہ اوم سے دستیاب ہو سکتی ہیں

- امرت سرودر خورد :- ہاتھ بھاگل جی سائی ۱/۸/-  
 شانتی کے گرو :- ۴/۱/-  
 اصلی جنم ساکھی گوردانک صاحب ۸/-۱/  
 سالنامہ اوم نارائن انگ ۱۱/-۱/-  
 سالنامہ ویدانت انگ - ۲/۱/-  
 سالنامہ تشوانک :- ہندی ۱۱/-۱/-  
 ہابھارت حصہ اول ۶۲۵ صفحات ۱۵/۸/-  
 برہمچریہ ڈرامہ :- سوامی شواندی ۴۸/-  
 آتشک ناتک سنوادر :- ۴/۱/-  
 حب وطن :- دیوان پنڈی داس قمر ۱۱/-۱/-  
 ارمغان سخن :- از حب لال وعد ۲/۱/-  
 انسان اور سائنس پر نیپل جمیل داس ۱۱/۸/-  
 ٹیگور ڈرامے :- ۲/۸/-  
 پنڈت جی :- مصنفہ شرت چند ۸/۱/-  
 بڑی دیوی :- ۲/۱/-  
 رام درشن :- ۱۱/-۱/-  
 گیت رتن منظوم جو سال ۱۹۵۲ء میں رسالہ ادم میں شائع ہوئی تھی - ۱۱/-۱/-  
 رتن رامائن منظوم ۱۱/۴/-  
 ویر رانی درگاوتی ناٹک ۴/۱۵/-  
 گنگا کبیر بھجن مالا - ۱/۸/-

- شرید بھاگوت پوران :- مترجم شریان  
 حجم ۸۶۴ صفحات کلاں قیمت رعائی ۸/۸/-  
 شری چتینہ بھگت مال :- حجم ۹۰۰ صفحات  
 شری یوگ وششٹ ہمارے سائن ۵/-  
 حجم ۳۰۰ صفحات - قیمت ۳/-  
 روتوں کی دنیا :- یعنی زندگی موت اور اس کے بعد - مصنفہ پنڈت جناداس جی  
 افریقہ نواسی - قیمت :- ۳/۸/-  
 مرتک روتوں سے وارثا لاپ مصنفہ پنڈت جناداس جی  
 ۴۸/- قیمت  
 تلسی رامائن :- اردو مجلد باتمیر ۸/۸/-  
 بالیکلی رامائن :- ہندی ددارکار شاد آف ۸/۸/-  
 چپ جی وکھنی خواجہ دل محمد ۳/۴/-  
 گیت :- خواجہ دل محمد ۲/۴/-  
 سکھنی صاحب حکیم بیلداس حصہ اول ۱/-۱/-  
 حصہ دوم ۲/۱/-  
 کلام مضطر حکیم ربیل داس - آٹھ آنے ۱/-۱/-  
 امرت سرودر کلاں :- ہاتھ بھاگل جی سائی ۱۱/۸/-



## کتاب منشی سورج نارائن نہر

روحانیات کہانیاں مجلد 3/8 پچاساگر 8/1  
 کلام نہر - 1/ گیتا نہر شرح - 8/1  
 فلسفہ سانکھیہ 8/ غزلیات نہر 8/8  
 سانکھیہ اور ویدانت - 8/ تصانیف نہر 8/8  
 مشنریات نہر - 8/1 - راج یوگ - 1/1  
 کرم یوگ 7/81 - بھگتی یوگ - 7/81  
 تلسی کرت رامائن - 8/ گلدستہ نظم حقہ ادل  
 حقہ ددم - 6/

## کتاب لالہ کانشی رام چاولہ -

امرت کند - گیتا چک - گیتا لک

1/81 - 1/ - 1/4 -  
 گیتا لک - گیتا لک - نادانیاں  
 1/ - 1/ - 1/4 -

جیون چتر سوامی خزان چند جی جینی - 2/ -  
 Illumination of Life - 2/ -  
 لطف زندگی - ذرا سا آدرش گرسیت  
 2/ - 7/81 - 1/ -

پریت سینہ - انسان - آدرش تندرست  
 2/ - 7/81 - 1/ -

## کتاب ہاتما شوبرت لال ورم

کبیر بھجناولی - روحانی اشارے - پر اسرار  
 2/4 - 1/4 - 1/4 -  
 شاہی سپاسی باپاراول - کیا ہندو قوم زندقہ  
 1/8 - 1/81 - 1/81 -

## طرامے کشن چند زیبا

کایا پلٹ - 1/121 - زخمی پنجاب - 2/ -

ویدانت پریشکا - (ہندی) مصنفہ شری پرکھوت  
 گردوریان پرستھی - صفحات 164 - 1-0-0

نشریہ بھگوت گیتا سمپورن اکٹھارہ ادھیک مہاتم  
 قیمت - 2/ -

ہندو دھرم ویرن مصنفہ لالہ ہرگوبند صاحب - 2/ -  
 رہبر صحت - حکم نند لال صاحب - 1/81 -

گوبند و لاس (ہندی) سوامی گوبند انندی - 1/81 -  
 اناسکتی یوگ یعنی گیتا بودھ ہاتما گاندھی 2/41 -

ویدانت بھند اولی - حصہ اول - حصہ دوم  
 مصنفہ بھولا بابا - 8/ 8/

بھجن میرا بابائی - 6/ -  
 یوگ آسن، 1/ - ودریتی 6/

روحانی گویا - 8/ چانکیہ نیتی 6/

کبیر دہاولی - 2/ تلسی دہاولی 2/

سچے گورو کی پہچان - 2/ صبر کی انتہا - 2/

ایک ہی راستہ 8/ - از شری  
 آنند گائتری 8/ - آنند سوامی

ہرشی اور جگت گورو 6/ -  
 شو پوران مجلد 2/81 درگا چنڈی شکتی 1/81 -

گرو پوران 1/41 - ایکادشی ہاتم 1/ -  
 رشی کشیش کا ہاتما - 1/ - پریم پشپا بلی - 1/ -

سرگزشت ٹالٹالی - 1/81 -  
 تحفہ درویش یعنی پھولوں کا ہار - 2/ -

سوانح حیات سوامی رام ترہہ 1/41 -  
 پریم آنند کی پراپتی مصنفہ بھگوت جی رام 1/2 -

آب گنگ - 1/ - از شری  
 کوثر و تنیم - 1/ - پریم ہنس سوامی  
 جہا کے ناب - 1/ - نرمل دیلانت بکیتن

نرمل وچن امرت - 1/ - امرت سر



پدم پوران انگ ..... 6/-  
 مہا بھارت انگ ..... 10/-

## ہندی کتب

پاتنجل یوگ پر دیپ ..... 5/8  
 ستیا رتھ پرکاش دہندی مجلہ ..... 5/8  
 ہر تال کا برت کھٹا ..... دس آنے 10/-  
 پنچمی برت کھٹا ..... دس آنے 10/-  
 برتارک سیک ..... 2/8

مہا بھارت - از پردیس کرشن ..... 2/-  
 مہا بھارت ہندی لیکچر ہاشنکر مشیر ..... 5/8  
 مہا بھارت : ہندی لیکچر بھیم سین دیا انکار ..... 1/4  
 پنچ تنتر ہندی ..... 5/-  
 امرت و دیا سوامی پارس ناتھ ..... 3/-  
 راشٹر تپن لیکچر سوامی شری پری نارائن ..... 2/8  
 دوہا مان سر دور رعایتی قیمت ..... 1/8  
 بھگوت گیتا بطرز رادھے شیام - از قلم لال بھودام ..... 1/8  
 قیمت :-

تیسرا شویدھ :- از یوگی کیدار ناتھ کرشن ..... 2/8  
 side Vrinda Bam مصنف :-  
 شری جگن ناتھ کھنہ بی - اے - بی - ٹی -  
 قیمت 1/50 روپیہ

لنگوٹ والا - سروں کمار وان دیر کرن ..... 1/12/-  
 ..... 1/4/-  
 ..... 1/8/-

ستیتھ وان سادتری دھرم ادھرم ..... 1/8/-  
 گرتھ جویتھ مزدور ..... 1/8/-  
 لوہین عبادت ..... 1/1/-  
 بھرتی دیراگ شتک ..... 1/10/-

## ضروری اطلاع

رسالہ اوم کے ایک پریمی سچن اپنا پورا ناساک متعلقہ رسالہ اوم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی سچن کو درکار ہو تو وہ منگوا سکتے ہیں۔ فہرست ملاحظہ فرمائیے :-

- 1 - رسالہ جات ستمبر 36ء تا دسمبر 36ء ..... 2/-
- 2 - فائل سال 33ء مارچ تا دسمبر 33ء ..... 5/-
- 3 - مکمل فائل 55ء مہینہ یوگ انگ ..... 6/-
- 4 - مکمل فائل 54ء ادیانہ انگ ..... 6/-
- 5 - مکمل فائل 57ء مہینہ سنت انگ ..... 6/-
- 6 - مکمل فائل 58ء مہینہ دیدانت انگ ..... 6/-
- 7 - مکمل فائل 59ء مہینہ سادھو انگ ..... 6/-
- 8 - مکمل فائل 60ء مہینہ بھگت مال انگ ..... 6/-

رسالہ کلیان ہندی کے مندرجہ ذیل انگ برائے فروخت موجود ہیں - ہندی پریمی منگوا کر لالچہ اٹھادیں -

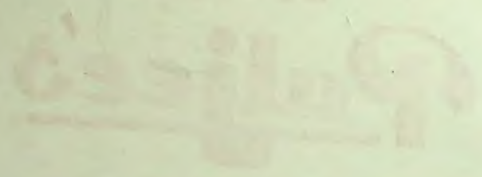
نار دیشنو پوران انگ قیمت 7/8/-  
 بھگت انگ ..... 7/8/-  
 تیرتھ انگ ..... 7/8/-  
 ست کھٹا انگ ..... 7/8/-



Monthly '44-45  
JUNE 1945

Food Values

ASSED IN



RICH FRUIT  
CAKE



WALSH & CO. NEW DELHI

*Food Value*  
ADDED IN  
**Paljee's**  
**RICH FRUIT  
CAKE**

Paljee's Fruit Bars contain 11 nourishing and delicious fruits and other ingredients rich in Vitamin A 1, B 2, Niacin and Iron. They are an ideal food for you and your family. An Ideal treat in all the seasons.



Air Tight Packing  
Rs. 2.25  
Loose Packing  
Rs. 1.75  
Kishmish Packing  
Rs. 1.50  
Plain Packing  
Rs. 1.25

**PALJEE & CO., NEW DELHI-5**